مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

PAYAM-E-HAYA

خواتین کے لئے درس قرآن ڈاٹ کام کا آن لائن میگزین

PAYAM-E-HAYA

ای میگزین

پیامِ حیاء

شمارہ نمبر
42

ربیع الاول 1446ھ
SEPTEMBER 2024

قادیانیت سے اسلام تک

7 ستمبر 1974 یومِ دفاعِ ختمِ نبوۃ ﷺ

مضامین

مضامین	صفحہ نمبر
قرآن و حدیث	3
نعت (خواجہ عزیز الحسن)	4
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا (حضرت مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب)	5
میلاد النبی ﷺ اور مسلمانوں کا طرز عمل (مفتی تقی عثمانی صاحب)	7
آمد رسول ﷺ (مفتی عبد الرحمن سعید)	9
عافیہ صدیقی (فاطمہ سعید الرحمن)	11
وقت کی ضرورت (ابو محمد)	12
دکھائیں تو کیا دکھائیں (ساجدہ بتول)	14
قادیانیت سے اسلام تک (ام عمر)	16
ربیع الاول موسم بہار اور دفاع ختم نبوت کے ساتھ (بنت احمد)	18
سیرۃ النبی اور قرآن پاک (عذرا خالد)	20
نظم (فرزانہ کنول)	22
ہمارا خون بھی شامل ہے تزئین گلستان میں (حنا سہیل)	23
محمد ﷺ کی نصیحتیں (سیما رضوان	25
سیرت النبی ﷺ (زوجہ محمد اقبال	26
ختم نبوت کے لئے خواتین کا کردار (حفصہ سلطان)	27
آدابِ زندگی	28
عقیدہ ختم نبوت (بنت معراج)	29
وصال رسول ﷺ (شکیلہ منظور	31
آخری وصیت (مہوش کرن)	33
۷ ستمبر ۱۹۷۴ یوم دفاع ختم نبوت (سیدہ سوہا سعید شاہ)	35
۶ ستمبر یوم دفاع پاکستان (عمارہ فہیم	36
جہنم اور وہ جہنم واصل ہوا (عائشہ فیض	38
پکوان (عائشہ نعیم)	39
ذرا مسکرائیں	40

پیام حیاء ٹیم

مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب

نائب مدیر: مفتی عبد الرحمن سعید

ایڈمن و ایڈیٹر: فاطمہ سعید الرحمن

معاونات: سیما رضوان۔ عمارہ فہیم

ناجیہ شعیب احمد۔ عذرا خالد

Published at

www.Darsequran.com

القرآن

اور جو کوئی اللہ اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرے تو یہی لوگ (روزِ قیامت) ان (ہستیوں) کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے (خاص) انعام فرمایا ہے جو کہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں، اور یہ بہت اچھے ساتھی ہیں

(سورۃ النساء: ٦۴)

الحدیث

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

’’میری امت میں تیس (30) اشخاص کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک کذاب کو گمان ہو گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔‘‘

(سنن ترمذی، حدیث ۲۲۱۹)

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہو نعتِ بشر کیا کوئی شایانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہے جب کہ خدا خود ہی ثنا خوانِ محمد
میں اور میرے ماں باپ ہوں قربانِ محمد
اللہ رے جولان یہ عرفانِ محمد
ہے ہر دو جہاں گوشہ دامانِ محمد
اے آیتِ حق نام خدا شانِ محمد
تفسیر اسی کی ہے یہ قرآنِ محمد
درکار و سزا وار و مریضانِ محمد
درمانِ مسیحا نہیں درمانِ محمد
تھمتے نہیں اشک غمِ ہجرانِ محمد
رہتے ہیں صدا طالب دامانِ محمد
ہو جائے جو یہ عشق میں قربانِ محمد
کہلائے مری جانِ حزیں جانِ محمد
ہے لعل و جو اہر لب و دندانِ محمد
گویا ہے دھن پاک بدخشانِ محمد
رکھتا ہے ستوں چار یہ ایوانِ محمد

وہ چار جو ہیں خاصۂ خاصانِ محمد
یا رب رہوں دن رات غزل خوانِ محمد
ہو جائے حسن بھی تراسانِ محمد
رفعت ہو بیان کیا جسے کہتے بھی ہے معراج
پائیں تیرے ایوان کی ہے اے شانِ محمد
ہر سنت حضرت پہ چل سر کے بل اے دل
کر دے جو خدا تجھ کو قدر دانِ محمد
کیا بات ہے حضرت کے اطاعت کے شرف کی
شاہان دو عالم ہیں غلامانِ محمد
تخلیق دو عالم کے ہوئے آپ ہی باعث
دیکھے کوئی شان ،شان و سرور سامانِ محمد
جان دینے کو تیار ہی رہتے تھے صحابہ
کافی تھا فقط جنبشِ مژگانِ محمد
مجذوب اٹھے خواب زیارت الٰہی
سودا ذرا زلفِ پریشانِ محمد

(خواجہ عزیز الحسن مجذوب خلیفہ مجاز حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

مولانا محمد اسماعیل ریحان صاحب

حضرت خدیجہ بنت خولید حضور اقدس ﷺ کی پہلی اہلیہ اور امت کی سب سے برگزیدہ خاتون ہیں۔قریش کے ایک تاجر گھرانے سے تعلق تھا۔ان کی نیکی اور پاکیزگی کی وجہ سے لوگ انہیں طاہرہ کہا کرتے تھے۔ان کا پہلا نکاح حقیق بن عائذ مخزدی سے ہوا تھا۔اس کی وفات کے بعد ابوہالہ بن زرارہ تمیمی کے نکاح میں آئیں۔جب عرب کی مشہور لڑائی حرب فجار چھڑی تو اس میں ان کے والد اور شوہر دونوں شریک ہوئے اور دونوں مارے گئے۔دونوں تجارت پیشہ تھے اور گھر کی گزر بسر کا دار و مدار اسی تجارت پر تھا۔باپ اور شوہر کی موت کے بعد حضرت خدیجہ کو سخت دقت ہوئی چنانچہ اپنے عزیزوں میں سے کسی کا انتخاب کرکے اس کے ہاتھ مال تجارت بھجواتی تھیں۔

رسول اللہ ﷺ کی امانت و دیانت اور صداقت شعاری کے چرچے ان دنوں مکہ میں عام تھے، آپ صادق اور امین کے لقب سے پکارے جاتے، حضرت خدیجہ نے اسی شہرت کو مد نظر رکھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھجوایا کہ ان کا مال تجارت شام لے جائیں، آپ کو دوسروں کی بہ نسبت دگنا معاوضہ دیا جائے گا۔آپ ﷺ نے اسے قبول فرما لیا اور مال تجارت لے کر حضرت خدیجہ کے غلام میسرہ کے ہمراہ تشریف لے گئے۔اس تجارتی سفر کا نفع بھی گزشتہ سالوں کی بہ نسبت دوگنا ہوا۔حضرت خدیجہ کے بیوہ ہونے کے بعد بہت سے لوگ ان سے نکاح کرنے کے خواہش مند تھے لیکن قدرت کو کچھ اور منظور تھا۔جب رسول اللہ ﷺ شام کے تجارتی سفر تجارت سے واپس لوٹے تو حضرت خدیجہ نے پیغام نکاح بھیجا۔حضور ﷺ نے قبول فرمایا اور نکاح کی تاریخ متعین ہو گئی۔ متعین تاریخ کو ابوطالب، حضرت حمزہ اور دیگر روسائے خاندان جمع ہو کر حضرت خدیجہ کے مکان پر گئے، حضرت خدیجہ نے بھی اپنے خاندان کے کچھ افراد کو بلا بھیجا تھا۔چنانچہ ان سب کی موجودگی میں ابوطالب نے خطبہ نکاح پڑھا۔

اس طرح خدیجہ بنت خویلد زوجہ رسول اللہ ﷺ بن کر پوری امت مسلمہ کی قابل تعظیم ماں بن گئیں،اس وقت رسول اللہ ﷺ ۲۵ برس کے تھے جبکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کی عمر مشہور قول کے مطابق چالیس سال تھی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے حضور ﷺ کی تصدیق کی، آپ کو تسلی دی اور اسلام کی خاطر اپنی دولت وقف کردی۔وہ مکی دور کی ان تمام صعوبتوں میں آپ کے ساتھ شریک رہیں جنہیں جھیلنے کے لیے پہاڑ کا جگر درکار تھا۔اس لیے حضور ﷺ انہیں امت کی سب سے افضل خاتون فرماتے تھے۔آپ ﷺ ارشاد ہے: خَیرُ نِسَائِهَا خَدِیجَۃُ بِنْتُ خُوَیْلِد (امت کی بہترین عورت خدیجہ ہیں۔)

ایک بار جب وہ حضور ﷺ کے لیے کھانا لے جا رہی تھیں، جبرئیل علیہ السلام انہیں انسانی شکل میں ملے تھے۔ بعد میں جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ انہیں جنت میں ایک محل کی بشارت دیجیے۔

حضور ﷺ کے ایک بیٹے ابراہیم کے سوا باقی سب اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ آپ ﷺ نے ان کے ہوتے ہوئے کسی اور عورت سے نکاح نہیں کیا۔ رمضان 10 نبوی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی۔ عمر 60 یا 65 برس تھی جبکہ اس وقت حضور ﷺ 49 برس کے ہو چکے تھے۔ اس سانحے سے حضور ﷺ اس قدر غمگین ہو گئے کہ صحت گرنے لگی۔ بعد میں بھی حضور ﷺ بعد اس غم گسار اہلیہ کو یاد کیا کرتے تھے۔ کسی دن گھر میں کھانے پینے میں وسعت نصیب ہو جاتی تو خدیجہ رضی اللہ عنہ کی سہیلیوں کے گھر کھانا بھیجتے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی تھیں کہ: ''مجھے رسول اللہ ﷺ کی ازواج میں کسی پر اتنا رشک نہیں آیا جتنا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ پر اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں بہت یاد کیا کرتے تھے۔

حضور ﷺ ان کے لیے اسلام کے لیے قربانیوں کا ذکر کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ: ''مجھے ان جیسی کوئی اور نہیں ملی۔ انہوں نے اس وقت اسلام قبول کیا جب لوگ کفر پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس وقت میری تصدیق کی جب لوگ مجھے جھٹلا رہے تھے۔ انہوں نے اپنے مال سے مجھے فائدہ پہنچایا جب لوگوں نے اپنے مال سے مجھے محروم رکھا۔ اللہ نے انہی سے مجھے اولاد عطا کی کسی اور زوجہ سے نہیں۔ رضی اللہ تعالی عنہا وارضاھا۔

حوالہ جات:

صحیح مسلم. باب فضائل خدیجۃ۔ صحیح بخاری باب تزویج نبی صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ۔ طبقات ابن سعد، ج1ص132۔ الاصابہ۔ ج8ص103۔ اسد الغابہ ج7ص80۔

یہ ربیع الاول کا مہینہ چل رہا ہے۔ ہمارے ملک میں جب ربیع الاول کا مہینہ اتا ہے تو سیرت طیبہ کی محفلیں، جلسے ہر شہر، قصبہ، گلی گلی کوچے کوچے میں منعقد ہوتے ہیں۔ اور واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک کا ذکر اتنی بڑی سعادت ہے کہ انسان کی سوچ ادراک نہی کر سکتی۔ اگرچہ اس مہینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں تشریف لائیں۔ آپکی تشریف آوری نہ صرف اس دنیا کے لیے بلکہ پورے کائنات کے لیے اللہ کا سب سے بڑا انعام تھا۔ اس لیے قرآن میں فرمایا : نبی سے ارشاد فرمایا ہم نے آپ کو تمام عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔

صرف انسانوں کے لیے نہی بلکہ تمام عالموں کے لیے۔ انسان کا عالم، جنات کا، جانوروں کا، جمدات و نباتات کا عالم ہو۔ سب کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات عظیم رحمت ہے۔ جس دن اور مہینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ دنیا میں تشریف لائیں وہ عظیم ترین مہینہ تھا۔ اور اسلام میں کسی کے یوم ولادت منانے کا تصور ہوتا تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کسی اور کو استحقاق نہی تھا کہ ان کا یوم ولادت منایا جائے۔ لیکن اللہ جلہ جلالہ نے آپ کے ذریعہ جو دین ہمیں عطا فرمایا۔ وہ دین رسمی کارروائیوں سے بالاتر ہے۔ اس دین میں تمام تر تعلیم عمل کی ہے۔ ہر انسان کے اپنے عمل ہیں۔ اس میں رسمی کاروائیاں نہیں ہیں۔ اسی لیے اس دین میں یوم ولادت اور یوم وفات منانے کا کوئی تصور ہی نہی ہے۔

اتنا عظیم الشان واقعہ جو پوری کائنات کے لیے رحمت تھا وہ پیش آیا۔ لیکن پوری حیات طیبہ میں کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہ دن نہی منایا۔ اور آپ دنیا سے تشریف لے گئے سو سال تک صحابہ کرام دنیا میں تشریف فرما رہیں ہیں۔ یہ وہ صحابہ کرام ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتنے جان نثار کہ اب دنیا میں ایسا کوئی جان نثار پیدا ہونا ممکن نہی ہے۔

نبی کریم ﷺ کے دندان مبارک سے نکلنے والے تھوک کو بھی زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے بلکہ اسکو اپنے ہاتھ پر لے کر جسم پر مل لیتے تھے۔ وہ صحابہ کرام جو سرکار دو عالم ﷺ ایک پسینے کے قطرے پر اپنے ہزاروں خون کے قطرے بہانے کو تیار تھے۔ ایسے جانثار دنیا میں کسی بھی انسان کے پیدا نہی ہوئے۔ ایسی مثال نہی ملتی۔ سو سال تک دنیا میں تشریف فرما رہیں لیکن یوم ولادت منانے کا کوئی ذکر نہیں کہ اس دن پیدا ہوئی تو کوئی جشن منایا جائے، کوئی عید منائی جائے۔ صحابہ کرام کے بعد تابعین کا دور آیا تابعین کے بعد تبع تابعین کا دور آیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا سب سے بہترین قرن میرے زمانے کے قرن ہے، اسکے بعد صحابہ اور تابعین تبع تابعین کا دور ہے۔

پورے خیر القرون میں کہی بھی عید میلاد النبی کا تذکرہ نہی ایا۔ اس لیے کہ اسلام در حقیقت رسمی کارروائیوں کا دین نہی ہے۔ وہاں یہ سوال نہی کہ 12 ربیع الاول میں رسول اللہ کو خراج تحسین پیش کیا جائے۔ ان کے لیے چراغاں کیے جائے، ان کے لیے عید منائی جائے، پھر سارا سال نبی کریم ﷺ کی سنت اور سیرت سے بغاوت کی جائے۔ اس کا کوئی تصور نہی تھا۔

ان کا ہر لمحہ بارہ مہینوں میں سے ہر مہینہ دن کے 24 گھنٹوں میں سے ہر گھنٹہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی کا موجب تن تذکرہ تھا۔ جہاں دو آدمی بیٹھ گئے انہوں نے نبی ﷺ کے سیرت و سنت کا ذکر کر دیا۔ اور جائزہ لینا شروع کر دیا کہ سنت کے کونسے پہلو پر عمل پیرا ہیں اور کون سے پہلو پر عمل پیرا نہیں ہیں۔ اگر نہیں ہے تو کس طرح اس پر عمل کریں گے۔ یہ تھا اصل پیغام جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین نے امت کو پہنچایا۔

آمدِ رسول ﷺ

مفتی عبدالرحمن سعید

آیئے چودہ سوسال پیچھے چلتے ہیں جب دورِ پتھر کا تونہ تھا مگر اس سے بھی بدتر تھا، جب دورِ غاروں کا تونہ تھا مگر انسان قعرِ مذلّت میں گر چکا تھا۔ اس خاکدانِ گیتی پر بسنے والے انسانوں میں کون سی برائی موجود نہ تھی، عرب کی حالت تو اس درجہ خراب ہو چکی تھی کہ شراب پانی کی طرح استعمال ہو رہی تھی۔ قمار بازی شب و روز کی تفریح تصور کی جاتی تھی۔ کبر و نخوت اور غرور و تکبر سے سراونچا رکھنے والے انسان لڑکیوں کو زندہ در گور کر کے اپنی بہیمانہ عادتوں کا مظاہرہ کرتے تھے اور فخر و مباہات سے اپنا سر اُٹھایا بھی کرتے تھے۔ ان درندہ صفت اور بہائم نما انسانوں کا کوئی بھی حکمران ایسا نہ تھا جو ان کے قاتلانہ اقدامات پر ان کی سرکوبی کرتا یا سزائے موت مقرر کرتا۔ معاملہ تو یہ تھا کہ حاکم و محکوم دونوں ہی ان برائیوں میں بُری طرح جکڑے ہوئے تھے۔ عرب کے لوگ ہر طرح کی بُرائیوں اور مذموم و ناشائستہ حرکتوں کو روا سمجھتے تھے۔ روشیں ویران تھیں اور آب جوئیں خشک، جہاں کبھی سبزۂ نَودمیدہ جنت نگاہ ہوا کرتا تھا وہاں خاک اُڑ رہی تھی، یاس و قنوط کی ہمہ گیر کیفیت طاری تھی کہ اچانک فاران کی چوٹیوں سے

"پیغامِ حق جہاں کو سنایا رسول نے"

اس تمہیدی گفتگو سے سمجھ میں آ گیا ہو گا کہ یہی آج میری تقریر کا عنوان ہے۔

فاران کی چوٹیوں سے وحدت کی وہ گھنگور گھٹا اُٹھی جس کا ہر قطرہ بہار آفریں اور جس کا ہر چھینٹا فردوس بداماں تھا۔ یہ گھٹا برسی اور خوب دل کھول کر برسی یہاں تک کہ گلزارِ عالم میں پھر آثارِ حیات نمودار ہونے لگے۔ انسانیت کے پژمردہ چہرے پر شباب و قوت کی سرمستیاں ظہور پذیر ہونے لگیں۔ خودداری و عزتِ نفس اور شجاعت وایثار کے افسردہ درختوں کی عریاں شاخوں کو از سرِ نو خلعتِ برگ و بار عطا ہوئی۔ قُمریوں نے عفتِ قلب و نظر کا نغمہ چھیڑا، توہمات و عقائدِ باطلہ کے قفس کی تتلیاں ایک ایک کر کے ٹوٹیں اور ہمائے بشریت کو توحید اور پیغامِ حق کی مقدس و مطہر رفعتوں سے پھر دعوتِ پرواز آنے لگی۔

جب کائناتِ ارضی پر بسنے والے انسانوں کو جو تہذیب و تمدن سے ناآشنا تھے، رسولِ کونین نے پیغامِ حق سنایا تو جانتے ہو کیا ہوا؟ کفر و شرک کی ظلمتیں کافور ہو گئیں۔ جہالت و حماقت کا اندھیرا چھٹ گیا۔ درندگیت و بہمیت یکسر نیست و نابود ہو گئیں۔ ظلم و تعدی اور کبر و نخوت کی گھٹاٹوپ تاریکیوں اور ظلمتوں کو ویران گوشوں اور عمیق غاروں کی اندھیریوں کے سوا کہیں پناہ نہ ملی۔ ان عادی مجرموں کے عشرت کدوں میں صفِ ماتم بچھ گئی جو رات کے گھپ اندھیروں میں قمار بازی کا بازار گرم رکھا کرتے تھے اور جو صدیوں سے لڑ رہے تھے، وہ متحد و متفق ہو کر رشتۂ اخوت میں منسلک ہو گئے۔

بہائم صفت اور درندہ خو انسانوں کی وہ فطرت جس پر صدیوں سے جہالت مسلط تھی اور بغض و کدورت کی وحشیانہ ظلمت چھائی ہوئی تھی۔ اُن پر عدل وانصاف، محبت واخوت اور ایمان وصداقت کا بسیرا ہو گیا۔ خالقِ مطلق جل شانہ کی جانب سے مبعوث فرمودہ ہادیِ برحق، مصطفٰی جانِ رحمت کی منور و درخشاں کرنوں اور فروزاں سیرت و کردار کی روشنی میں لوگ رُشد و فلاح کی راہ ڈھونڈنے لگے، وحشی وظالم انسان نہ صرف تہذیب واَخلاق کا پیکرِ کامل بن گئے بل کہ تمام کائنات کے لیے معلمِ اَخلاق بھی بن گئے۔ رسولِ اکرم کے ذریعے سنائے گئے پیغامِ حق نے ان کے اندر عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا اور وہ حیوانیت کے ریوڑ سے نکل کر انسانیت کی منور و معطر شاہ راہ پر گامزن ہو گئے۔ پیغامِ حق نے انھیں اَخلاق کی وہ تلوار عطا کر دی جسے لے کر وہ جس میدان میں نکلے اسے فتح کر لیا۔ انھوں نے تمام اقوام وملل کے قلوب واذہان مسخر کر لیے۔۔ اور روز افزوں بڑھتے رہے پھلتے پھولتے رہے اور ایسا ہوا کہ

”رکتا نہ تھا کسی سے سیلِ رواں ہمارا“

یہ ہمہ گیر، آفاقی، متنوع اور ہمہ جہت انقلابی تغیرات کیوں اور کیسے ہوئے، محض مصطفٰی جانِ رحمت کی سادگی، اَخلاقِ حسنہ، پیغامِ حق اور پاکیزہ تعلیمات کی وجہ سے ہوئے آپ نے اس انداز سے انسانوں کو انسانیت کا درس دیا۔ آپ نے جینا سکھایا، آپ نے مرنا سکھایا، آپ نے رونا سکھایا، آپ نے غم سہنا سکھایا، آپ نے باپ بن کر، بیٹا بن کر، سپہ سالار بن کر، سپاہی بن کر، بادشاہ بن کر، رعایا بن کر، حاکم بن کر، محکوم بن کر، دوست بن کر، عبد بن کر، تاجر بن کر، صادق بن کر، امین بن کر، غرض کہ ہر ہر روپ میں ہمیں ابدی پیغام دیا۔

سیرت طیبہ کا ایک پہلو یہ بھی ہے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو تم لوگوں کی طرح سے لگاتار جلدی جلدی نہیں ہوتی تھی، بلکہ صاف صاف ہر مضمون دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا۔ اس بیٹھنے والے اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیتے تھے۔ (صحیح الترمذی 3639)

فاطمہ سعید الرحمن

ہماری پیاری مسلم بہن میری مراد ڈاکٹر عافیہ صدیقی ہے۔ آیا دن پاکستانی مسلمانوں کے لیے افسوس ناک ہے کہ ہماری بہن شمن کے شکنجے میں قید ہے اور ہم غفلت کی نیند سو رہے ہیں۔

23 ستمبر المناک دن قلمبند ہوا ہے کہ ان پر امریکہ میں مقدمہ چلایا گیا اور سنہ 2010 میں انھیں 86 برس قید کی سزا سنائی گئی۔

14 سال گزر گئے اور پاکستانی حکمرانوں، سیاستدانوں، مسلمان مرد اور عورتوں نے کتنی کوشش کی سب کو سوچنا چاہیے۔

کچھ عرصہ قبل ذرائع کے مطابق ڈاکٹر عافیہ سے ان کی بہن کی اب تک دو ملاقاتیں ہوئی ہیں جن میں سے پہلی ملاقات وہ تنہا تھیں جبکہ دوسری ملاقات میں ان کے ساتھ وکیل اور باقی ساتھی بھی موجود رہیں۔

پہلی ملاقات کا دورانیہ ڈھائی گھنٹے تھا جس دوران عافیہ نے اپنی بہن کو بتایا تھا کہ انھیں اپنی ماں کی وفات کا علم نہیں تھا۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ملاقات کے دوران ڈاکٹر فوزیہ کو عافیہ سے گلے ملنے اور ہاتھ ملانے تک کی اجازت نہیں تھی۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ڈاکٹر فوزیہ کو اس بات کی اجازت بھی نہیں دی گئی کہ وہ ڈاکٹر عافیہ کو ان کے بچوں کی تصاویر دکھا سکیں۔

وہ کہتے ہیں کہ یہ ملاقات جس جگہ ہوئی وہاں دونوں بہنوں کے درمیان جیل کے ایک کمرے کے درمیان میں موٹا شیشہ موجود تھا۔

تین گھنٹوں پر محیط دوسری ملاقات، جس میں اور ساتھی بھی شامل تھے، ان کا کہنا ہے کہ 'سفید سکارف اور خاکی جیل ڈریس میں ملبوس ڈاکٹر عافیہ صدیقی نے ملاقات کے دوران کہا کہ اُن کو اپنی والدہ اور بچے ہر وقت یاد آتے ہیں۔

اور دعویٰ کیا کہ ڈاکٹر عافیہ کے سامنے والے دانت جیل میں ہونے والے حملے کی وجہ سے گر چکے ہیں جبکہ ان کو سر پر ایک چوٹ کی وجہ سے سننے میں بھی مشکل پیش آ رہی تھی۔ وکیل کا کہنا ہے کہ عافیہ نے انھیں بتایا کہ وہ یہ جاننا چاہتی ہیں کہ آیا ان کا نوزائیدہ بیٹا سلیمان 'اس وقت ہلاک ہوا تھا جب انھیں اغوا کیا گیا۔

ان کے مطابق عافیہ اور فوزیہ نے اپنے بچپن کی نظم 'آئی ایم شرلی ٹیمپل دی گرل ود کرلی ہیئر' پڑھی۔ اور دعویٰ کیا کہ فوزیہ کو دیکھ کر ڈاکٹر عافیہ مسکرائیں مگر 'شیشے کی دیوار جو انھیں گلے ملنے سے روک رہی تھی اسے دیکھ کر یہ اداسی میں بدل گئی۔'

وقت کی ضرورت

قسط: ۲

ابو محمد

بتدریج ترقی بہتر ہے

کچھ نہ سیکھنے سے بہتر ہے آہستہ آہستہ سیکھنا۔ اگر آپ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ کسی کام میں آپ کو مہارت حاصل کرنی ہے، لیکن وقت نہیں ہے تو روزانہ کچھ منٹوں کا وقت نکالئے۔ کچھ نیا سیکھنا بہت ضروری ہے اس لئے آہستہ آہستہ ہی سہی سیکھنے کا عمل ہمیشہ جاری رکھئے۔

اپنی ترقی کا ریکارڈ رکھئے

اس بات کو ہمیشہ یاد رکھئے کہ آپ نے کہاں سے شروعات کی تھی، اور اب کہاں ہیں۔ یہ ریکارڈ آپ کو حوصلہ دے گا اور آپ ایک فن سیکھنے کے بعد دوسرا سیکھیں گے۔ آپ کی کوشش ہو گی کہ دوسرا فن پہلے والے سے کم وقت میں سیکھیں۔ مثال کے طور پر آپ نے نئی زبان ۳ مہینے میں سیکھی ہے تو پاور پوائنٹ صرف ایک مہینے میں سیکھنے کی کوشش کریں گے۔

کمزوریوں کو طاقت سے تبدیل کر دیجئے

ہر انسان میں کمزوریاں ہوتی ہیں۔ کوئی سست ہوتا ہے، کسی کو مطالعہ میں دلچسپی نہیں ہوتی، کسی کو کھیل کود کا بالکل شوق نہیں ہوتا، کوئی ذہنی یکسوئی سے کام نہیں کر پاتا، وغیرہ۔ اپنی کمزوریوں کو طالب علمی کے دور ہی میں شناخت کر لیجئے اور انہیں اپنی طاقت میں تبدیل کرنے کی کوشش کیجئے۔ اگر آپ اس میں کامیاب ہو گئے تو کم عمری ہی میں بہت کچھ سیکھ لیں گے جو آئندہ زندگی میں آپ کے کام آئے گا۔

اسی طرح جب کوئی فن سیکھ رہے ہوں اور آپ کی کسی صلاحیت کی کمزوری کی بناء پر وہ سیکھنے میں مشکل پیش آ رہی ہے تو گھبرانے یا مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس بات پر توجہ مرکوز کیجئے کہ آخر کس وجہ سے ایسا ہو رہا ہے۔ اس نشاندہی میں آپ گھر کے بڑوں، اساتذہ اور دوستوں کی مدد بھی لے سکتے ہیں۔ اسی طرح اپنی کمزوریوں کی نشاندہی کرتے جایئے اور انہیں اپنی طاقت بناتے جایئے۔

طے کیجئے کہ کیا سیکھنا چاہتے ہیں

سب سے پہلے ہدف طے کریں کہ آپ کون سی مہارت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مثلاً، اگر آپ مقرر بننا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے آپ کو یہ طے کرنا ہو گا کہ آپ اس میں کتنی مہارت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اپنی مہارتوں کو جانچئے نئی مہارت سیکھنے کیلئے آپ میں کون کون سی صلاحیتیں ہونی چاہئیں، ان کا جائزہ لیجئے، مثلاً آپ کا لب و لہجہ کیسا ہے، ذخیرۂ الفاظ کتنا بہتر ہے، دوسروں کے سامنے آپ کس طرح باتیں کرتے ہیں، وغیرہ۔

ممکنہ رکاوٹوں کی نشاندہی کیجئے

نئی مہارت سیکھنے کیلئے سب سے آسان راستہ تلاش کیجئے۔ وہ مہارت سیکھتے وقت ممکنہ رکاوٹوں کی نشاندہی کرنی چاہئے، مثلاً اس کیلئے کتنا وقت صرف کرنا ہو گا یا آپ کتنے مہینوں

میں یہ مہارت سیکھ سکیں گے۔

۲۰-۸۰/ اصول کو اپنائیے

مہارت سیکھنے کی ۲۰ فیصد چیزوں کی شناخت کیجئے، اور ان کے ذریعے اپنے ۸۰ فیصد اہداف کو پانے کی کوشش کیجئے۔ اپنے ۸۰ فیصد ہدف کو پانے کیلئے اپنی ۲۰ فیصد صلاحیتوں پر توجہ دیجئے۔

ایک وقت میں ایک صلاحیت پر توجہ دیجئے

اگر آپ اچھا مقرر بننا چاہتے ہیں تو یہ طے کریں کہ کون سی صلاحیت پر پہلے توجہ دیں گے، لب ولہجہ درست کریں گے، انداز پر توجہ دینگے یا ذخیرہ الفاظ پر، پھر مدت طے کیجئے کہ کتنے وقت میں اسے سیکھیں گے۔

ذاتی ترقی پر توجہ دیجئے

کوئی بھی نئی مہارت سیکھتے وقت اس بات پر توجہ دیجئے کہ اس کے ذریعے آپ کی ذاتی ترقی ممکن ہے یا نہیں۔ مہارت سیکھتے وقت اس بات پر توجہ دیجئے کہ مستقبل میں اس سے آپ کو فائدہ ہو گا یا نہیں۔

طویل مدتی اہداف مقرر کیجئے

مہارت سیکھنے کیلئے قلیل مدتی اہداف ضروری ہیں لیکن مہارت کس حد تک سیکھنا چاہتے ہیں، وہ طویل مدتی ہدف ہے، مثلاً ایک مقرر کی حیثیت سے آپ کون سے پلیٹ فارم سے خطاب کرنا چاہتے۔

مشق کے مواقع تلاش کیجئے

جو کچھ آپ سیکھ رہے ہیں، اس کی مشق کیجئے۔ ایسے مواقع تلاش کیجئے جن سے آپ کی صلاحیت میں نکھار آئے۔ بڑا مقرر بننے کیلئے چھوٹی چھوٹی تقاریب میں چند منٹوں کی تقریر کرنے کی کوشش کیجئے۔

اضافی وسائل حاصل کیجئے

اگر آپ مقرر بننا چاہتے ہیں تو درج بالا مراحل میں بتائی گئی اہم چیزوں کے علاوہ اضافی وسائل بھی تلاش کیجئے، مثلاً ٹیڈ ٹاک یا ٹاک شو دیکھئے، اور اس بات پر غور کیجئے کہ اینکر یا مقرر کس طرح بات چیت کرتا ہے۔

غلطیوں سے سیکھئے

نئی مہارت سیکھتے وقت آپ متعدد غلطیاں کریں گے لیکن ان سے مایوس ہونے کے بجائے سیکھئے۔ کوشش کیجئے کہ ایک غلطی دوبارہ نہ ہو۔ غلطیوں سے سیکھتے ہوئے آگے بڑھیں گے تو کامیابی ملے گی۔

دکھائیں تو کیا دکھائیں

ساجدہ بتول

’’ہمم۔۔۔ توتم اب مجھے تبلیغ کرنے آئے ہو؟‘‘ خلاف توقع وہ آج کچھ نرم تھا۔ امجد کی آنکھوں میں چمک آگئی۔ امجد جو سلیم کا جگری یار، لنگوٹیا، عزیز دوست اور سب کچھ ہی تھا، قادیانی ہو چکا تھا۔ اس کے قادیانیت کے مکروہ جال میں پھنسنے پر اس کے پورے خاندان پہ قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔ اس کے والد نے اسے راہ راست پہ لانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا ڈالا۔ کئی علمائے کرام سے ملوانے کی کوشش کی۔ خود کئی کئی گھنٹے بیٹھ کر اسے سمجھایا۔ مگر اسے ماننا تھا نہ مانا۔ کیونکہ اس نے اب دماغ کو خیر باد کہہ دیا تھا اور پیٹ سے سوچنا شروع کر دیا تھا۔

قادیانی ہونے کی صورت میں اسے گاڑی کے ساتھ ساتھ ماہانہ ایک لاکھ روپے مل رہے تھے۔ اس کے امیر نے اس سے کہا تھا دو سال بعد اس کی تربیت مکمل ہو جائے گی اور وہ اسے اپنا نائب بنا کر شہر کے مہنگے علاقے میں بنگلہ الاٹ کر دیں گے۔ تب ایک رات وہ چپ چپاتے اپنے گھر سے نکل گیا۔

بربادی کی اس داستان کو اب دو سال پورے ہو گئے تھے۔ نائب بنتے ہی امجد نے قادیانیت پھیلانا شروع کر دی تھی۔ پچھلے ایک ماہ سے وہ تین چکر سلیم کے گھر کے لگا چکا تھا۔ دو بار تو اس نے دھکے دے کر اسے نکال دیا مگر خلاف معمول آج وہ کچھ نرم پڑ گیا تھا۔

’’ہاں ناں! آخر تم میرے دوست ہو۔‘‘

امجد مسکراتے ہوئے بولا تو سلیم سوچوں کے گرداب سے باہر نکل آیا۔

’’گڈ۔۔۔ بیٹھو!‘‘ اس نے صوفے کی جانب اشارہ کیا۔ ’’مجھے ایک چیز دکھاؤ۔‘‘ اس کے بیٹھنے کے بعد سلیم بولا۔ ’’کیا؟‘‘ امجد نجانے کیوں کچھ گھبرا سا گیا۔

اس کی گھبراہٹ دیکھ کر معنی خیزی سے مسکراتے ہوئے سلیم اٹھا اور الماری کی جانب بڑھ گیا۔ الماری کا ایک پٹ کھول کر اس نے کپڑے میں لپٹی کوئی چیز نکالی، الماری بند کی اور سکون سے وہ چیز لا کر سامنے میز پہ رکھ دی۔

’’میں سمجھا نہیں۔‘‘ امجد نے اپنی گھبراہٹ پہ قابو پاتے ہوئے کہا۔ ’’سمجھ تو گئے ہو۔‘‘ سلیم ایک بار پھر مسکرایا۔ ’’ہاں بھئی! تمہارے مرزا غلام قادیانی نے ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ 77 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 140 پہ لکھا ہے کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن مجید میں آیا ہے۔ مکہ، مدینہ اور قادیان۔‘‘

وہ سانس لینے کو رکا۔ ’’ہاں۔۔۔ ہاں بالکل لکھا ہے۔‘‘

امجد کی رکی ہوئی سانس بحال ہوئی۔ بات تو اس کے مطلب کی تھی۔

’’تو تم ذرا وہ مجھے۔۔۔۔‘‘ سلیم نے کہتے کہتے اس چیز کا اوپری کپڑا اٹھایا اور امجد اس پہ نظر پڑتے ہی دھک سے رہ گیا۔

’’تم مجھے قادیان کا نام قرآن میں دکھا دو۔‘‘ سلیم نے بات پوری کر کے سامنے موجود چیز کی طرف اشارہ کیا جو ایک خوبصورت کتاب تھی۔

''ممم مگر یہ تو قرآن ہے۔'' امجد منمنایا۔

''ہاں بھئی قرآن میں ہی تو لکھا ہے تمہارے بقول۔'' ''از۔۔۔ ازالہ اوہام میں لکھا ہے۔'' امجد نے تھوک نگلا۔ ''تو یہ بکواس وہاں کس لیے لکھی ہے اگر قرآن سے ثابت نہیں ہو سکتی ؟۔'' سلیم نے ایک دم غصے میں آتے ہوئے کہا

''ہو سکتی ہے ثابت لیکن ازالہ اوہام سے۔'' امجد اب پورا ڈھیٹ بن چکا تھا۔ اسے اپنی ساری سیکھی ہوئی ٹرکس یاد آگئی تھیں جو اس کے ''بڑے حضرت'' نے سکھائی تھیں۔

''ازالہ اوہام قرآن ہے؟ ہاں؟ ہمیں بیوقوف بناتے ہو؟'' سلیم اب شدید غصے میں تھا۔

''قرآن کا ثبوت ہے۔'' امجد نے ایک اور مکاری زبان سے نکالی۔

''مسٹر! اگر یہ بات قرآن میں لکھی ہے تو اس قرآن میں سے ہی دکھانا ہوگی۔'' سلیم نے قرآن مجید پہ ہاتھ رکھا۔

''یہاں تو یہ بات ظلی طور پہ لکھی ہے۔'' ''چلو ظلی طور پہ ہی دکھا دو۔'' ''ظل کی کوئی ٹھوس شکل نہیں ہوتی۔'' امجد اب پورا عیار بن چکا تھا۔ ''تو اس کی اصل شکل کہاں ہے؟ تمہارے پیٹ میں ؟ ڈالرز کی صورت میں ؟۔''

''دیکھو میرے دوست! تم خواہ مخواہ غصہ کر رہے ہو۔'' امجد ایک اور ٹرک پہ آیا۔

''دوست نہیں، ظلی'' سلیم بولا ''ظلی دوست ہوں میں تمہارا۔ اصلی نہیں۔ تمہارا تو نبی تک ظلی ہے تو پھر تمہاری ہر چیز ظلی ٹھہری تمہارا مذہب بھی ظلی تمہارا شناختی کارڈ بھی ظلی تمہاری شکل بھی ظلی۔ رہا تمہارا اصل خاکہ، وہ تمہاری خواہشات میں کہیں گم ہو چکا ہے۔'' ''تم تو یونہی بس۔۔۔'' امجد نے کچھ کہنا چاہا مگر سلیم نے اس کی بات پوری نہ ہونے دی اور بولا ''ارے ہاں یاد آیا۔ تمہارے غلام قادیانی نے کہا تھا ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔۔۔ تو اب اس بات کی اصل شکل تو قرآن میں سے دکھانا ضروری ہے ناں!''

''تم خواہ مخواہ ایک بات کے پیچھے پڑ گئے ہو۔'' امجد آخر روہانسا ہو ہی گیا۔ ''نہیں پڑتا۔ نہیں پڑتا'' سلیم نے ایک دم نرمی دکھائی۔

''تم لاجواب ہو ہی گئے ہو تو مجھے ایک اور بات کا جواب دے دو۔ تمہارے غلام قادیانی نے اربعین نمبر 3، صفحہ 17، مندرجہ روحانی خزائن، جلد 17، صفحہ 404 میں لکھا ہے ''ضروری تھا کہ قرآن اور احادیث کی وہ پیشگوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو 1. اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ 2. وہ اس کو کافر قرار دیں گے۔ 3. وہ اس کے قتل کا فتویٰ جاری کریں گے۔ 4. اس کی سخت توہین ہوگی۔ 5. اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کو تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا تم مجھے یہ پانچوں پیشین گوئیاں قرآن و حدیث میں سے دکھا دو۔ اور تمہارا یہ شعبدہ اب بھی نہیں چلے گا کہ وہیں لکھا ہے۔''

''میں چلتا ہوں۔'' امجد ایک دم اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''چلتا ہوں نہیں، بھاگتا ہوں کہو۔ تم ہار مان کے میدان سے بھاگ رہے ہو۔'' سلیم نے کہا مگر امجد کوئی جواب دیے بغیر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا اور نکل باہر گیا۔ بس اس دن کے بعد سے قادیانی کسی مسلمان کے سامنے آنے کی جرأت نہیں کرتے۔ آن لائن ہی قادیانیت پھیلاتے ہیں۔

Darkness to light

قادیانیت سے اسلام تک

قسط: ۱۰

نو مسلم بہن کی کہانی

مرتب کردہ: ام عمر

میرا نام ماریہ نصرت ہے۔ میں ایک سال پہلے الحمد للہ مسلمان ہوئی ہوں۔

میری تعلیم بی ایس اونرزان فنکشن ٹیکنالوجی میں پیدائشی قادیانی تھی اور الحمد للہ ایک سال پہلے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی اور میں نے اسلام قبول کر لیا اور الحمد للہ میں مسلمان ہو گئی۔

ہمارے خاندان میں میرے دادا قادیانی تھے۔ میرے دادا ابو لوگ دو بھائی تھے فتح محمد اور حسین محمد وہ ہندوستان کے ضلع امر تسر کے رہنے والے تھے وہاں سے وہ لوگ ہجرت کر کے پاکستان ائے اور پاکستان انے کے بعد انہوں نے فیصل اباد کا علاقہ 61 چک بیدیاں والا میں رہائش اختیار کر لی اور یہاں پر انہوں نے قادیانیت قبول کی اور اس کے بعد قادیانیت کی جو تبلیغ تھی اس کو کرنا شروع کر دیا۔

میرے والد کی شادی 61 چک بیدیاں والا میں ہوئی اور جو میری والدہ تھی وہ بھی پیدائشی قادیانی تھی میری ماں یعنی 61 چک میں قادیانیت کی تبلیغ کیا کرتی تھی شادی کے بعد بھی انہوں نے تبلیغ کو جاری رکھا۔

میری امی نے میری اور بہنوں کی پرورش بھی قادنیت کے ذیر اثر کی۔ جس میں قادیانیوں کی تبلیغ کو عام کرنا تھا۔ اسی طرح انہوں نے میری تربیت میں بھی قادنیت کو شامل رکھا جیسے قادیانیت تبلیغ کے لیے دورے کرنا۔ میرے والد تبلیغ کے لیے جو چندہ اکھٹا کیا جاتا ہے اس کے سیکرٹری تھے۔ میرے تایا بھی چندے کا حساب رکھتے اور میرے تایا کا بیٹا صیافت کو دیکھتا تھا یعنی جو مہمان وغیرہ دوسرے علاقوں سے جو مربی اور مہمان اتے تھے ان کو دیکھتا تھا اور ان کے رہنے اور کھانے پینے کا بندوست کرتا تھا۔

یہ سارا کام ہمارے گھرانے میں ہوا کرتا تھا اس کے علاوہ میری بہن سیکٹری مالیات تھی، ایک بہن سیکٹری تعلیم رہی، میری ایک بہن سیکٹری ناظرات بھی رہی اور ایک زمانے میں میرے پاس سیکٹری تعلیم کا بھی عہدہ تھا۔

اور میں نے ان کے اسکول میں پڑھانا شروع کر دیا۔ میں نے ان کے اسکول میں تقریباً دو سال کے قریب پڑھایا۔ میں نے ان کے پاس دو سال ملازمت کی اور فیصل آباد کے اسکول میں تقریری مقابلہ (ڈیبٹ) کی سیکرٹری رہی۔

میں نے ایک دفعہ پورے فیصل آباد کی تقریری مقابلے کی نمائندگی کی وہاں مقابلہ میں میری دوسری پوزیشن ائی ان کے ہاں یہ ہوتا ہے کہ مقابلہ کے بعد سوال وجواب کا پروگرام رکھا جاتا ہے۔

میں وہاں سوال وجواب کے پروگرام میں گئی وہاں

میرزا غلام قادیانی کی بہن بھی تھی۔ سوال وہاں ایک پرچے پر لکھ کر دیناتھا۔ میں نے سوال لکھ کر اس کو دے دیا۔

میں نے اس کی بہن سے پوچھا کہ ان کی کتاب میں لکھا ہے کہ قران میں قادیان کالفظ آیا ہے کہ مجھ کو بتایا جائے کہ قران میں کس جگہ قادیان کا لفظ آیا ہے۔اس کے پاس اس سوال کا جواب نہ تھاوہ پوچھنے لگی کہ کس نے یہ سوال کیا ہے۔اس کے بعد ایک اورلڑکی کے سول کا جواب بھی ان کے پاس نہ تھا۔

میرے ساتھ میری بڑی بہن تھی میں نے اس سے کہا کہ یہ سوال میں نے کیا ہے کہ قران میں کس جگہ قادیان کالفظ آیا ہےاور یہ اس سوال کا جواب دینے کے بجائے غصّہ کر رہی ہیں۔

ان کے پاس میرے سوال کا جواب نہ تھاوہ یہ کہہ دیتی کہ میں پوچھ کر یاڈسکس کر کے بتاؤ گی یہ قادیانیوں کی اتنی بڑی مبلغہ بن کر اگے سے مجھ سے لڑنے لگی آؤ تم میری کرسی پر بیٹھ جاؤ تم اکے لوگوں کو سمجھانا شروع کردو۔

میری بہن نے کہا کہ واقعی ایسا ہے۔اس کے بعد میں نے اپنی بہن سے بہت سے سوال کیے کہ میں یونیورسٹی میں پڑھتی ہوں لڑکیاں مجھ سے سوال کرتی ہیں ان کی کتاب میں میرزا غلام قادیانی نے لکھا ہے کہ ہم مکہ میں مرے گے یا مدینہ میں مریں گے حالانکہ میرزا صاحب کی وفات لاہور میں ہوئی اور ان کو قادیان میں دفنایا گیا۔

میری بہن کہنے لگی واقعی یہ کتاب میں لکھا ہوا ہے میں نے کہا ہاں لکھا ہوا ہے۔ پھر میں نے کہا کہ انہوں نے اپنے ایک کشف میں لکھا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں خدا ہوں۔

میری بہن یہ باتیں سن کر بہت پریشان ہوگئی میں نے بتایا کہ میرزا نے اپنی فلاں کتاب میں ایسا ہی لکھا ہے۔

اس کے بعد ہم اپنے گاؤں واپس اگئے میں اور میری بہن بہت پریشان تھے۔ رات کو سب بیٹھے تھے میرے والد صاحب بھی موجود تھے۔ میں نے والد صاحب سے کہا وہاں ایسے ہوا اور میرزا کی بہن نے جواب دینے کے بجائے غصہ کیا۔ میں نے والد صاحب سے کہا کہ مجھ کو بہت دکھ ہوا ہے میں نے ان کی بہن کو کتابوں کے حوالے دیے تو وہ مذید غصے میں اگئیں اور مجھ کو برا بھلا کہنے کے ساتھ ساتھ گالیاں بھی دینے لگیں۔

میں نے ابو کو بتایا کہ ان کی کتاب میں لکھا ہے کہ میرزا قادیانی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے گھر پیدا ہونا ہے۔ تو یہ ساری باتیں سن کر ابو بہت پریشان ہو گئے اس کے بعد میری امی نے مجھ کو چپ کرا دیا اور اس بارے میں بات کرنے سے منع کر دیا۔ میرے دین اسلام قبول کرنے کی وجہ کچھ اس طرح سے ہے کہ میں نے تعلیم مکمل کرنے کے بعد ایک اسکول میں انٹرویو دیا اس سکول میں میری نوکری ہوگئی۔

بریک کے وقت ہم لوگ باتیں کررہے تھے پرنسپل صاحب بھی موجود تھے انہوں نے قادنیت پر بات شروع کردی چونکہ میں قادیانی تھی تو میں نے اس گفتگو میں حصہ لینا شروع کر دیا میں نے قادنیت کے فضائل واعمال بیان کرنے شروع کر دیے اور قادیانیت کی ایک بڑی اچھی تصویر بنا کران کے سامنے پیش کردی۔

لیکن پرنسپل صاحب اچھی طرح جانتے تھے کہ قادنیت کفر ہے اور کتنی غلاظت اور گندگی ان کے عقائد میں بھری ہوئی ہے۔ (جاری ہے)

ربیع الاول موسم بہار
دفاع ختم نبوت کے ساتھ
بنت احمد کراچی

یہ کیاہورہاہے؟میڈیم نے آفس میں قدم رکھاتو مچھلی بازار کاسماں تھا۔زور شور سے بحث جاری تھی اور کافی بلند آواز سے میڈم کی آواز سن کرسب ایکدم خاموش ہوگئے۔

"میڈم"نے ایک نظرسب پرڈالی اور مس رضیہ کی طرف دیکھ کران سے پوچھا! آپ بتائیں یہ سب کیاہورہاتھا؟مس رضیہ نے ایک نظرسب کودیکھا!اوربولیں : مس رابعہ نے مس عطیہ کو کہا! کہ آپ لوگ آپ ﷺ کی سنتوں کو نہیں مانتے(نعوذ باللہ)توآپ کافرہیں۔تومس عطیہ نے بھی جواب میں ان کو کہا! کہ آپ لوگ شرک کرتے ہو اور شرک کرنے والے کی مغفرت نہیں ہے لہذاتم کافرہو۔

میڈم نے ایک دکھ بھری نظرسب پرڈالی۔اوربولیں !ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں دین کی دعوت دی تھی۔یابریلوی ودیوبندی واہل حدیث ہونے کی دعوت دی تھی؟اورآپ لوگ یہاں یہ سب پڑھارہے ہیں؟ہمارا ایک مرتبہ ہے اگرہم ہی ان چیزوں کی بحث میں لگے رہیں گے توہم دوسروں کوکیا سمجھائیں گے؟بچوں کوہم کیاسکھائیں گے؟

اورآپ لوگ جوایک دوسرے کوکافرکہہ رہے ہیں اپ نے کہا!کہ اپ ﷺ کی سنتوں کونہیں مانتے تواپ بتایئے کہ روزانہ بچوں کوجوپڑھاتے ہیں کلمہ سکھاتے ہیں۔ن بی ﷺ کی سنتیں سکھانے ہیں توکیاکافریہ کام کرتے ہیں.؟

سب ٹیچر خاموش یہ جوسنتوں پر عمل ہورہاہے کیایہ آپ ﷺ کوماننے والی بات نہیں ہے۔اورہماراتوایمان مکمل نہیں ہوسکتا ہے جب تک ہم لاالہ الااللہ محمدرسول اللہ نہیں کہیں گے۔اورکیاہماری نمازمکمل ہوسکتی ہے جب تک ہم نماز میں التحیات کے بعد درود ابراہیمی نہیں پڑھیں گے؟بڑے افسوس کی بات ہے۔

اور آپ نے جو کہا کہ آپ شرک کرتی ہواورمشرک کی معافی نہیں ہے توآپ کوپتہ ہے کہ ایک کافر"ستر" سال سے اپنے بتوں کویاصنم،یاصنم کہہ کر پکاررہاتھاایک دن نیند کے جھونکے میں غلطی سے "یاصمد". نکل گیااللہ تعالی نے کہا :"لبیک یاعبدی"تواللہ سترسال کے کافرکوہدایت دے سکتاہے وہ کلمہ گو کوتوبہ کی توفیق نہیں دے سکتے؟

مجھے بڑاافسوس ہوہماراتوایک،ایک لمحہ ربیع الاول ہے ہماراایک ایک سیکنڈر بیع الاول ہے جب ہم اپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کریں گے اوران کی ایک ایک سنت کواپنائیں گے اور ہمارااٹھنا،بیٹھنا،چلنا پھرنا سب کچھ آپ ﷺ کے طریقہ پرہوگاتوہماراتوایک ایک سیکنڈر بیع الاول ہے اس کے لیے کہ کسی خاص دن کاانتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ "14 اگست "نہیں ایک دن ائے اورمنالیاجائے۔

میڈم تھک کرچپ ہوگئیں توایک ٹیچرنے ان کوپانی

پیش کیا۔ وہ گہری سوچ میں گم تھیں سب ٹیچرز شرمندہ اور چپ تھیں۔ کچھ دیر بعد وہ بولیں: میں تو آپ لوگوں سے ایک بہت اہم مسئلہ ڈسکس کرنا چاہ رہی تھی کہ اس وقت ہمارے ملک میں قادیانیت کا مسئلہ کتنی تیزی سے سر اٹھا رہا ہے۔ اور اس قدر تیزی قادیانی سے ابھر رہے ہیں۔ لوگوں کو بہکا رہے ہیں کتنے ہمارے بچوں کو دین سے دور کر چکے ہیں۔ تو میں تو سوچ رہی تھی کہ ستمبر کا مہینہ شروع ہونے والا ہے جب ہم یومِ دفاع "6 ستمبر" مناتے ہیں تو یومِ دفاع کے ساتھ ہم "یومِ دفاعِ ختمِ نبوت سات ستمبر" کو منائیں کہ اس سات ستمبر کو قادیانیوں کو کافر قرار دیے ہوئے پورے "50" سال ہو جائیں گے۔

1974 میں سب مکتبہ فکر کے علماء کرام نے جدوجہد کی قربانی دی سب اپنے، اپنے اختلافات بھلا کر ایک ہوئے تو اس قادیانی فتنہ کا سر کچلا گیا۔ اب جب ہم ایک دوسرے کو ہی کافر کہنے میں لگے رہیں گے تو یہ کفار اسی طرح ہماری جڑوں میں گھستے رہیں گے۔ اللہ کے واسطے سوچ لیں کہ ہمارے لئے اس وقت جشن منانا، جھنڈے لگانا، چراغاں کرنا زیادہ اہم ہے یا آپ ﷺ کی ختمِ نبوت کا دفاع کرنا شفاعت تو ختمِ نبوت کی پہرہ داری کرنے پر ہی مل سکتی ہے۔ ہم کس راستے کی طرف جا رہے ہیں شیطان نے تو ہمیں ورغلا دیا ہے بس دن منانے پر لگا دیا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے ختمِ نبوت کے لئے، صرف جنگ یمامہ میں "1200" صحابہ کرام شہید ہوئے جس میں "700" حفاظ کرام تھے۔ انہوں نے دفاعِ ختمِ نبوت کے لئے اپنی جان، مال، اولاد قربان کر کے قیامت تک کے لئے بتا دیا کہ کامیابی کا راستہ کیا ہے۔

میری تو خواہش تھی کہ بچوں کو اس دن کی اہمیت بتائی جائے ان کے دلوں میں ختمِ نبوت کے کام کی شمع جلائی جائے اور وہ اتنی طاقتور ہو کہ قادیانیت کے فتنہ کو جلا کر راکھ کر دے۔ یاد رکھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت حاصل کرنے کا سب سے اہم راستہ ختمِ نبوت کا دفاع ہے۔

ساری ٹیچرز سر جھکائے شرمندگی سے سن رہی تھیں اور پھر سب نے میڈم سے معافی مانگی اور ان سے کہا: کہ ہم آئندہ کے لیے اس چیز کی احتیاط کریں گے۔ آپ بتائیں کہ ہم کیا تیاری کریں تا کہ بچوں کو بھی تیاری کروا سکیں۔

میڈم نے سب کہ ذمہ مختلف کام تقسیم کیے آپ جو اس حوالے سے لکھ سکتا ہے وہ لکھے جو بچوں کو زبانی سمجھا سکتا ہے آسان لفظوں میں ان کو سکھائے ان شاءاللہ۔

اپنے اسکول میں یومِ دفاعِ ختمِ نبوت کے دن اپنے، اپنے ایمان کو تازہ کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کا دفاع کریں گے انشاءاللہ اور ساری فرقہ واریت سے پاک ہو کر ایک ہو کر کام کریں گے۔ سب نے بلند آواز سے ان شاءاللہ کہا۔

ناز کیوں کر نہ کریں آپ سے نسبت والے
لوگ کہتے ہیں ہمیں ختمِ نبوت والے

عذرا خالد، کراچی

قرآن مجید اور سیرت النبی ﷺ اسلام کے دو بنیادی ستون ہیں۔ قرآن اللہ کا کلام ہے جو آسمانی کتاب کی حیثیت رکھتا ہے جبکہ سیرت نبی ﷺ قرآن کی عملی تفسیر ہے۔ دونوں کا آپس میں تعلق بہت گہرا اور اہم ہے۔

سیرت نبی ﷺ قرآن کی بہت سی آیات کی عملی مثال ہے۔ قرآن میں جو احکام اور تعلیمات دی گئی ہیں، نبی ﷺ نے اپنی زندگی میں ان پر عمل کر کے ان کی عملی تفسیر امت کے سامنے پیش کی ہے۔

قرآن کریم اہل ایمان کو مخاطب کر کے فرماتا ہے: "درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے۔ (الاحزاب:۲۱)

اللہ وتعالی نے قرآن جیسی کامل کتاب نازل کر کے جس میں انسانوں کے لئے مکمل محفوظ ہدایت موجود ہے۔ حضرت محمد ﷺ جیسے کامل انسان ہماری ہدایت کے لیے دنیا میں بھیجے جو ایک منفرد استاد تھے۔ انہوں نے قرآن کا ہر پہلو زبانی، تحریری اور عملی طور پر ہمیں سکھایا جو تاریخ میں ان کی سیرت بن کر ہمارے سامنے آیا۔ دنیا میں کسی اور فرد کی زندگی کے بارے میں اتنی مکمل تفصیل نہیں ملتی۔

حضور ﷺ کی سیرت اور احادیث دراصل ایک نظم کے تحت قرآن کی عملی تعلیم ہے۔ نبی ﷺ کی زندگی قرآن کا عملی نمونہ ہے۔ آپ ﷺ کی ہر بات اور ہر عمل قرآن کی تعلیمات کی ترجمانی ہے۔

سیرت کے موضوع پر ہر زاویہ سے پچھلے 1400 سال میں اتنا لکھا اور پڑھا اور سنا گیا ہے کہ اب ہر بات دہرائی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ یوں اس پر کچھ نیا لکھنا موضوع یا انداز کسی بھی حساب سے ممکن نہیں رہا۔

پہلی وحی 40 سال کی عمر میں نازل ہوئی۔ پھر مکہ اور مدینہ میں مختلف ادوار میں آپ ﷺ کی وفات تک قرآن نازل ہوتا رہا۔ آپ ﷺ قرآن کی تلاوت نہ صرف خود کرتے بلکہ صحابہ کرام کو بھی سکھاتے۔ تلاوت کے علاوہ قرآن کی آیات کا مفہوم اور اس پر عمل کرنے کا طریقہ بھی صحابہ کرام رضوان اللہ جمعین کو بتاتے تھے۔

آپ ﷺ نے قرآن کو حفظ کرنے اور پھیلانے کے لیے ہر لمحہ کوشش کی۔ آپ ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو قرآن کی تعلیمات پر مبنی تھا۔ آپ کی نماز، روزہ، زکاۃ، حج، اخلاق، معاشرت سب کچھ قرآن کی روشنی میں تھا۔

سعد بن ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، تو کہا: اے ام المؤمنین! مجھے اللہ کے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں بتایئے، تو انھوں نے کہا: کیا تم قرآن نہیں پڑھتے؟ میں نے کہا: پڑھتا تو ہوں۔ فرمایا: اللہ

کے نبی ﷺ کا اخلاق قرآن تھا۔ (صحیح مسلم)

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ سے رسول ﷺ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا، توانھوں نے نہایت ہی جامع الفاظ میں جواب دیا۔ انھوں نے سوال کرنے والے کو قرآن کا حوالہ دیا، جو ہر اعتبار سے ایک مکمل کتاب ہے۔ انھوں نے بتایا کہ اللہ کے نبی ﷺ کے اخلاق قرآن کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ جن چیزوں کا قرآن نے حکم دیا ان پر عمل کرتے اور جن چیزوں سے قرآن نے روکا ان سے دور رہتے تھے۔ اس طرح آپ ﷺ کے اخلاق کی جو تصویر بنتی ہے، وہ ہے قرآن پر عمل کرنا، اس کے بیان کردہ حدود کے دائرے میں رہنا اور اس کی پیش کردہ مثالوں اور قصوں سے نصیحت حاصل کرنا۔

قران کریم اہل ایمان کو مخاطب کرکے فرماتا ہے۔: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو، اور خوب سلام بھیجا کرو۔

ہم نے تم پر قرآن اس لیے نازل نہیں کیا کہ تم تکلیف اٹھاؤ۔ جو رسول کی اطاعت کرے، اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جو (اطاعت سے) منہ پھیر لے تو (اے پیغمبر) ہم نے تمھیں ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا (کہ تمھیں ان کے عمل کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے)

اللہ سبحانہ و تعالی نے سورہ الاعراف میں نبی ﷺ کے ساتھ تعلق کی چار بنیادیں بیان کی ہیں۔

1. حضور ﷺ پر ایمان لایا جائے، آپ کی تصدیق کی جائے۔
2. حضور ﷺ کی توقیر و تعظیم کی جائے۔
3. حضور ﷺ کی نصرت و حمایت کی جائے۔
4. حضور ﷺ پر جو نور ہدایت یعنی قرآن مجید نازل ہوا ہے اس کی پیروی کی جائے۔ اور اپنی زندگی کے ہر عمل کے لیے قران سے ہدایت و رہنمائی حاصل کی جائے۔

نبی ﷺ کے ساتھ ہمارے تعلق کی یہ چار بنیادی چیزیں ہیں ان میں سب سے اولین بنیاد "ایمان" ہے۔ دوسرے نمبر پر "توقیر و تعظیم" اور یہ ایمان ہی کا حصہ ہے۔ ایمان اور توقیر و تعظیم کے بعد نبی ﷺ کی اطاعت کی جائے آپ ﷺ کی تعلیمات پر عمل کیا جائے اور ہمارے دلوں میں آپ ﷺ کی محبت اپنے آپ سے، اپنے ماں باپ، بیوی بچوں اور دوسرے تمام انسانوں سے لازم ہے۔

شیخ سعدی نے کیا خوب کہا ہے:

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ وَيَا سَيِّدَ الْبَشَرِ مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرُ لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر!

حضور ﷺ کی تعریف کا، ثنا کا جتنا حق ہے وہ ہمارے لیے ممکن ہی نہیں ہے، لہٰذا لَا يُمْكِنُ الْقَنَ حقہ، ہمیں بس یہ کہہ کر اس بات کے دامن میں پناہ لینی ہے کہ "بعد از قصہ مختصر۔ اللہ کے بعد آپ ﷺ ہی کی ہستی عظیم ترین و بلند ترین ہے۔

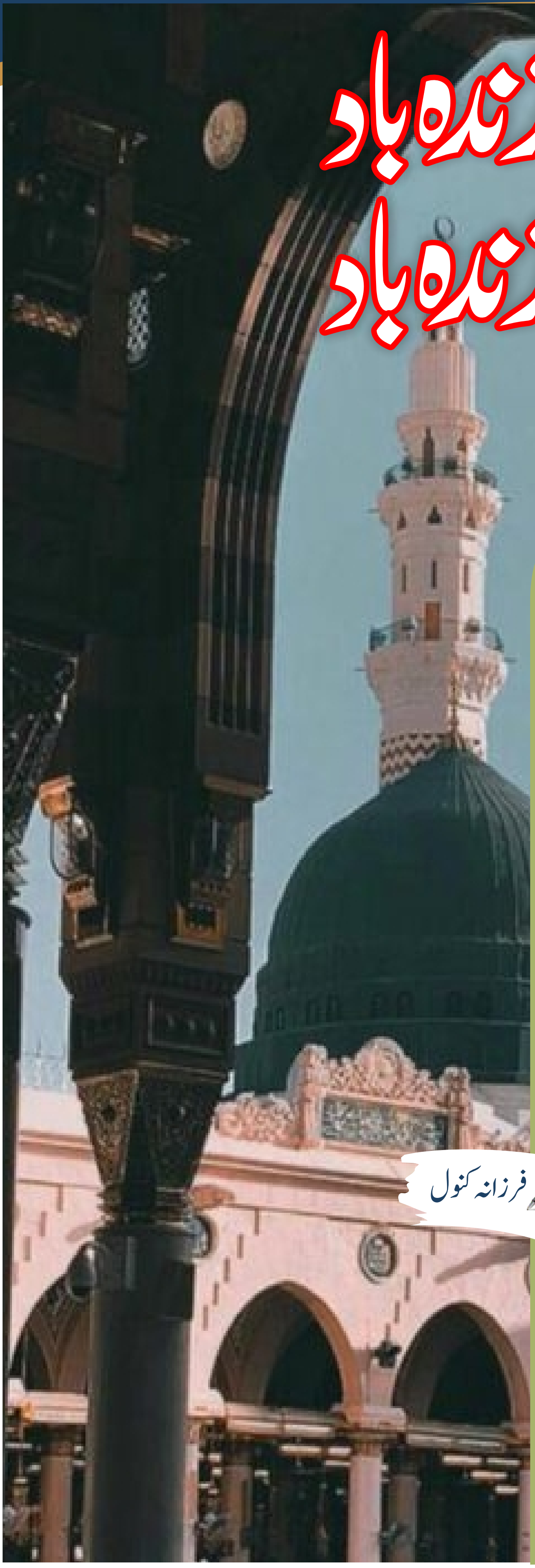

ختمِ نبوّت زندہ باد تاجدارِ نبوّت زندہ باد

فرزانہ کنول

آقا کی محبت پہ قربان سبھی کچھ
آقا کی ہی نسبت سے ہے پہچان سبھی کچھ

نہ اپنی بات ہے نہ اپنی سوچ ہے
میرے لئے آقا کا ہے فرمان سبھی کچھ

سنت کے رنگ میں رنگ گے جب سے شب و روز
جینے کا سلیقہ ہے اور شان سبھی کچھ

آقا کہ جو غدار ہیں بے موت مریں گے
ہے میرے لئے مرزائی کا انجام سبھی کچھ

ہر چال ہر جال ان پر ہی الٹ دیں
ہر وار ہر ناکامی انجام سبھی کچھ

تن من فدا ہوے جو سرکار پر میرے
شہرت ملی ہے جگ میں اور نام سبھی کچھ

نہ مال و زر نہ ہی دنیا کی طلب ہے
میرے لئے سرکار کا ہے نام سبھی کچھ

آقا کی جو حرمت کا دفاع کرتے رہیں گے
مل جائے گا محشر میں انعام سبھی کچھ

ایک لمحہ ان کی یاد سے غافل نہ ہو کنول
کر ان کے نام اپنی صبح و شام سبھی کچھ

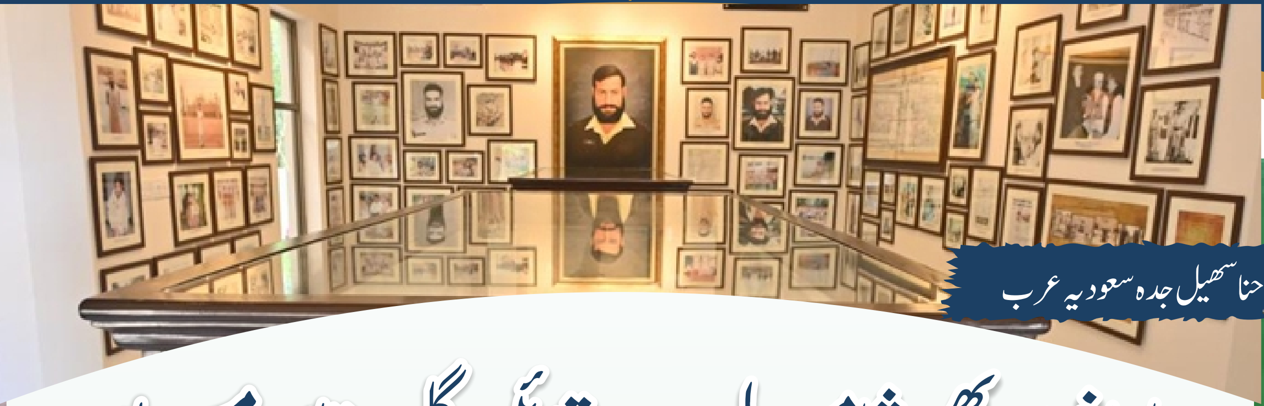

حنا سہیل جدہ سعودیہ عرب

ہمارا خون بھی شامل ہے تزئین گلستان میں

ہمارا خون بھی شامل ہے تزئین گلستان میں
ہمیں بھی یاد کر لینا چمن میں جب بہار آئے

کرنل شیر خان ضلع صوابی کے گاؤں نواں کلی میں 1, جنوری 1970 کو پیدا ہوئے، اپکے دادا نے آپکا نام کرنل رکھا کیونکہ ان کے گاؤں میں کوئی شخص بہت بہادر گذرا تھا اور لوگ اسکی بہادری کی داستانیں سنایا کرتے تھے اسی لئے کرنل شیر خان نام رکھا، اس نام کی وجہ سے اکثر لوگوں کو پریشانی ہو جاتی اور لوگ آپکو حقیقت میں کرنل سمجھ لیتے_

کرنا شیر خان نے اکتوبر 1992 میں پاکستانی فوجی اکیڈمی جوائن کی تھی، جب وہ وہاں پہنچے تو انھوں نے داڑھی رکھی ہوئی تھی انہیں داڑھی صاف کرنے کے لیے کہا گیا تو انہوں نے انکار کر دیا_ ان کے آخری سیشن میں ان سے دوبارہ کہا گیا کہ آپ کو اچھی پوسٹنگ مل سکتی ہے آپ اگر داڑھی صاف کر دیں لیکن انھوں نے صاف انکار کر دیا، اس کے باوجود انھیں بٹالین ماسٹر کوارٹر کی پوزیشن دی گئی_ ان کے دوست بتاتے ہیں کہ انکی انگلش بہت اچھی تھی وہ افسروں اور جوانوں کے ساتھ "سکر بیل" کھیلا کرتے تھے جس میں اکثر وہی جیتتے تھے_

کیپٹن کرنل شیر خان جنوری 1998 میں ڈمیل سیکٹر میں تعینات تھے_ جب سردیوں میں انڈین فوجی پیچھے چلے جاتے تھے تو وہ چاہتے تھے ان کے ٹھکانے پر قبضہ کر لیں، اس سلسلے میں اعلی افسران سے ابھی اجازت لینے کے بارے میں سوچ رہے تھے کہ کیپٹن کرنل شیر خان نے اطلاع بھیجی کہ وہ چوٹی پر پہنچ چکے ہیں_ کمانڈنگ آفیسر تذبذب میں تھے کہ کیا کریں، کیپٹن کرنل شیر خان نے اس انڈین چوکی پر قبضہ کرنے کی اجازت مانگی لیکن اجازت نہیں دی گئی اور کیپٹن کرنل شیر خان کو واپس آنے کے لیے کہا گیا، وہ واپس آ گئے لیکن آتے آتے ہندوستانی فوج کی بہت سی علامتی چیزیں مثلاً فوجیوں کی وردیاں، دستی بم، گن کی میگزین، گولیاں، سلیپنگ بیگ اٹھا لائے_

4 جولائی 1999 کو کیپٹن کرنل شیر خان کو ٹائیگر ہل، وادئ شکوہ، کارگل، جانے کے لیے کہا گیا، وہ شام 6 بجے بٹالین کے ساتھ وہاں پہنچے اور دوسری صبح انڈین فوجیوں پر حملہ کرنے کی منصوبہ بندی کی_ رات کو انھوں نے سارے سپاہیوں کو جمع کیا اور شہادت پر ایک تقریر کی، صبح پانچ بجے فجر پڑھی اور کیپٹن عمر کے ساتھ حملے پر نکل گئے، وہ میجر ہاشم کے ساتھ ابھی نیچے ہی تھے کہ انڈین فوجیوں نے حملہ کر دیا_ میجر ہاشم نے پاکستانی توپ

خانے کو گولہ باری کا حکم دیا سچویشن ایسی تھی کہ آمنے سامنے دوبدو پاکستانی اور انڈین فوجیوں کی لڑائی ہو رہی تھی چاروں طرف گولہ باری ہو رہی تھی۔

اسی لڑائی کے دوران جب کرنل شیر خان ن دیکھا کہ بھارتی پاکستانی مسلمان فوجی کی بے حرمتی کر رہے ہیں اس نے اپنے سپاہی کو اسکے چنگل سے نکالا اور پھر وہ ایک آدمی نہیں پوری بٹالین بن گیا ہر طرف کرنل شیر خان لڑتا ہوا نظر آ رہا تھا آخری وقت تک بے جگری سے لڑے دشمن فوج کا برسٹ لگا وہ نیچے گرے لیکن پھر اٹھے اپنی گن کے سہارے بیٹھ کر سر اونچا کر کے جان جان آفریں کے سپرد کر دی یہ دیکھ کر انڈین آرمی کا آفسر بریگیڈیئر ایس ایس، ایم باجوہ نے ایک پرچی لکھ کر اس کی جیب میں ڈالی اور اپنی بٹالین سے کہا کہ اسے پاکستان بھیجنا ایسا بہادر فوجی میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا، باقی فوجیوں کو وہیں دفن کر دیا گیا، لیکن کیپٹن کرنل شیر خان کی میت کو پاکستان لایا گیا اور اسکی جیب میں دشمن کا اعتراف نامہ موجود تھا کہ کیپٹن بہت بہادری سے لڑا ہے اسے اسکا حق دیا جائے، کیپٹن کرنل شیر خان کو سب سے بڑا فوجی اعزاز نشان حیدر دیا گیا بی بی سی کو انٹرویو دیتے ہوئے انڈین بریگیڈیئر باجوہ نے انکی شجاعت کا اعتراف کیا، اور بتایا کہ جب یہ جنگ ختم ہوئی تو میں اس افسر کی بہادری کا قائل ہو چکا تھا میں سنہ 71 کی جنگ بھی لڑ چکا ہوں میں نے کبھی کسی پاکستانی افسر کو ایسے قیادت کرتے نہیں دیکھا،

کیپٹن کرنل شیر خان کے بھائی اجمل شیر خان نے ایک بیان میں کہا کہ "اللہ کا شکر ہے کہ ہمارا دشمن بھی کوئی بزدل دشمن نہیں ہے اگر لوگ کہیں گے کہ انڈیا بزدل ہے تو میں کہوں گا کہ نہیں کیونکہ اس نے اعلانیہ کہ دیا کہ کیپٹن کرنل شیر ہیرو ہے،"_

کیپٹن کرنل شیر خان نے صرف 29 سال کی عمر شہادت پائی_

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید

ما کان محمد ابا احد من رجالکم

ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین صدق اللہ العظیم

محمد ﷺ باپ نہیں کسی کا تمھارے مردوں میں سے، لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر

ترجمہ: قطب العالم شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن قدس سرہ

فداك ابي و امي يا رسول الله ﷺ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نصیحتیں

سیمار ضوان

آپ نے فرمایا: میں تم کو وصیت کرتا ہوں تقوی کی۔ کیونکہ تقویٰ بہت زیادہ آراستہ اور سنوارنے والا ہے تمہارے سارے کاموں کو، حضرت ابوذرر ضی اللہ عنہ نے حضرت محمد ﷺ سے عرض کیا کہ اور وصیت فرمایئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نے تم قرآن مجید کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کو لازمی پکڑلو کیونکہ یہ تلاوت اور ذکر ذریعہ ہوگا تمھارے ذکر کا آسمان میں۔ اور اس زمین میں نور ہوگا تمہارے لئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کہ زیادہ خاموش رہنے اور کم بولنے کی عادت اختیار کرو کیونکہ یہ عادت شیطان کو دفع کرنے والی اور دین کے معاملے میں تم کو مدد دینی والی ہے۔

ابوذرر ضی اللہ عنہ نے مزید نصحیت کرنے کا فرمایا تو آپ ﷺ نے عرض فرمایا: زیادہ ہنسنا چھوڑدو کیونکہ یہ عادت دل کو مردہ کردیتی ہے۔ اور آدمی کے چہرے کا نور اس کی وجہ سے جاتا رہتا ہے، ہمیشہ حق بات اور سچی بات کہو اگرچہ لوگوں کے لیے ناگوار اور کڑوی ہو۔ مزید فرمایا: کہ اللہ کے بارے میں ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کرنا، حضرت ابوذرر ضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کہا کہ مجھے مزید نصحیت فرمایئے آپ ﷺ نے عرض فرمایا:

جو کچھ اپنے نفس کے اور ذات کے بارے جانتے ہو چاہئے کہ وہ تم کو باز رکھے دوسروں کے عیبوں کے پیچھے پڑنے سے۔ (شعیب الایمان، للبیھقی، معارف الحدیث)

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قسط نمبر: ۴

زوجہ محمد اقبال

قبیلہ جُرھُم کی آبادی کے بعد حضرت اسماعیل علیہ السلام جوان ہوئے، اور آپ کی شادی بھی جُرھُم قبیلہ میں ہوئی، اس وجہ سے آپ عرب مستعربہ کہلائے کہ آپ کی اپنی زبان مبارک عربی نہیں تھی بلکہ آپ نے جُرھُم سے سیکھی تھی۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر مبارک سولہ سال کی ہوئی اللہ پاک نے حضرت ابراھیم علیہ السلام کو کعبہ بنانے کا حکم دیا کہ وہ یہاں اللہ کا گھر بنائیں ابراھیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے یہاں کعبہ شریف کی بنیاد رکھی اور بنیاد انھی قوائد پر رکھی جو آدم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے رکھے تھے، ایک روایت میں آتا ہے کہ ابراھیم نے اللہ سے پوچھا کہ یا اللہ آپ کا حکم ہے کہ میرا کعبہ بناؤ لیکن مجھے پتہ نہیں کہ کتنا طول ہے کتنا ارض ہے کیونکہ وہ اس وقت فقط ایک ٹیلہ تھا وہاں بارشیں آتیں اور سیلاب آتے، اس پر اللہ نے حکم دیا کہ ہم آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھیجتے ہیں جہاں جہاں بادل کا سایہ ہو سمجھ لو کہ یہ جگہ کعبہ ہے اور جہاں سایہ نہ ہو وہ جگہ کعبہ نہیں، اسی جگہ تم نشان لگادو، کعبۃ اللہ پر ایک سایہ جیسے سائبان کھڑا ہو جاتا ہے وہ کھڑا ہو گیا اور حضرت اسماعیل، حضرت ابراھیم علیہ السلام نے نیچے کعبۃ اللہ کے نشان لگائے اور جب حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اس کو کھودا تو اس کے نیچے بنائے آدم علیہ السلام کی بنیادیں مل گئیں اور اس پر کعبۃ اللہ کی تعمیر ہوئی۔

مقام ابراھیم کے بارے میں صحیح روایات میں ہے کہ جب دیواریں اونچی کرنے لگے تو حضرت ابراھیم نے سوچا کہ ان کو اوپر تک کیسے پہنچائیں کیونکہ نیچے والے پتھر تو اٹھا کر رکھ دیئے تھے لیکن جب دیوار اونچی ہونے لگی تو ضرورت تھی کہ کوئی ایسی چیز ہو جو ہم کو اوپر لے جائے، اللہ نے حکم دیا کہ ابراھیم خلیل یہاں ایک پتھر ہے اس پتھر پر تم کھڑے ہو جاؤ ہم نے اس پتھر کو تمھارے تابع کر دیا ہے۔

اس کو آپ حکم دیں گے تو یہ اوپر چلا جا گا اور آپ اس کو حکم دیں گے تو یہ نیچے چلا جا گا، ابراھیم ؑ اس

پر کھڑے ہو جاتے اور جب چاہتے پتھر اوپر ہو جاتا اور جب چاہتے نیچا ہو جاتا اس پتھر پر ابراھیم ؑ کے قدموں کے نشان پڑ گئے اس لئیے اس پتھر کا نام مقام ابراھیم پڑ گیا اللہ پاک کی شان ہے کہ یہ مقام ابراھیم اب جس جگہ ہے پہلے یہ یہاں نہیں تھا بلکہ کعبہ کی دیوار کے ساتھ تھا کیونکہ یہ تو تعمیر کے کام آتا تھا اور تعمیر کے بعد وہیں اس کو چھوڑ دیا گیا تھا، آپ نے دیکھا ہو گا کہ کعبۃ اللہ کے دروازے کے پاس پتھروں کے تھوڑے تھوڑے نشان ہیں، دراصل یہ وہ مقام ہے جہاں حضرت جبرائیل علئیہ السلام نے کھڑے ہو کر نبی اکرم ﷺ کو نماز پڑھائی تھی، یہ مقام امامت جبرائیل ؑ ہے جہاں کعبۃ اللہ کا دروازہ ختم ہوتا ہے تو وہیں نیچے آپ زرا بنیاد پر نظر ڈالیں تو وہاں آپ کو اس کی بنیاد میں چار پانچ ٹکڑے پتھروں کے عجیب عجیب سے لگے ہوئے نظر آئیں گے یہی وہ جگہ ہے جہاں جبرائیل امین علئیہ السلام نے آقائے دو جہاں سرور کونین ﷺ کو نمازیں پڑھائیں پانچ اول وقت میں اور پانچ آخیر وقت میں۔ جاری ہے

ختم نبوت کے لئے خواتین کا کردار

حفصہ سلطان محمود

محمد تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں (سورۃ الاحزاب:40)

محمد ﷺ کے امتی ہونے کے ناتے ہم اس بات پر یقین کامل رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور یہی عقیدہ "ختم نبوت" ہے۔ اس طرح ناموس رسالت کا تعلق حضرت محمد کی حرمت سے ہے۔ مسلمان، امت رسول ﷺ ہمارا فرض ہے کہ کوئی منکر رسول اللہ کی شان میں گستاخی کرنے کی کوشش کرے تو اسکے خلاف آواز اٹھائیں اور سزا دیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے نبوت کے دعوے نے ختم نبوت کے مسئلے کو دوبارہ سے نیا موڑ دیا اور 7 ستمبر 1974 کو قومی اسمبلی میں ختم نبوت کے تحفظ کیلئے ترمیم پیش کی گئی اس آئینی ترمیم کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔

ختم نبوت کا عقیدہ ہر مسلمان مرد اور عورت کیلئے اہم ہے۔ خواتین بھی تحفظ نبوت اور ناموس رسالت کیلئے اپنا کردار ادا کر سکتی ہیں۔

خواتین اپنے گھروں، محلوں میں ختم نبوت کے تحفظ کیلئے آگاہی مہم چلائیں۔ اپنے بچوں کو ختم نبوت کی اہمیت اور در پیش مشکلات کے ساتھ ساتھ تمام تر واقعات اور قربانیوں سے آگاہ کریں۔ سوشل میڈیا کے پلیٹ فارم پر آگاہی مہم چلا سکتی ہیں اور اس مسئلے کی اہمیت کو اجاگر کر سکتی ہیں۔ تمام مسلمانوں کی طرح خواتین پر بھی ختم نبوت اور ناموس رسالت کا دفاع لازم ہے۔ خواتین ختم نبوت کے حوالے سے۔ بچوں کو ایات یاد کروائیں۔

آدابِ زندگی

1. فجر اور اشراق، عصر اور مغرب اور مغرب اور عشاء کے دوران سونے سے باز رہا کرو۔
2. بدبودار اور گندے لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھا کرو۔
3. ان لوگوں کے درمیان نہ سوئیں جو سونے سے قبل بری باتیں کرتے ہیں۔
4. تم بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ۔
5. منہ سے کھانا نکال کر نہ کھاؤ۔
6. ہاتھ کے کڑاکے نہ نکالا کرو۔
7. جوتا پہننے سے قبل اسے جھاڑ لیا کرو۔
8. نماز کے دوران آسمان کی طرف نہ دیکھو۔
9. رفع حاجت کی جگہ (ٹوائلٹ) مت تھوکو۔
10. لکڑی کے کوئلے سے دانت صاف نہ کرو۔
11. ہمیشہ بیٹھ کر کپڑے تبدیل کیا کرو۔
12. اپنے دانتوں سے سخت چیز مت توڑا کرو۔
13. گرم کھانے کو پھونک سے ٹھنڈا نہ کرو۔
14. کھاتے ہوئے کھانے کو سونگھا نہ کرو۔
15. اپنے کھانے پر اداس نہ ہوا کرو۔
16. منہ بھر کر نہ کھاؤ۔
17. اندھیرے میں مت کھاؤ۔
18. دوسروں کے عیب تلاش نہ کرو۔
19. اقامت اور اذان کے درمیان گفتگو نہ کیا کرو۔
20. بیت الخلاء میں باتیں نہ کیا کرو۔
21. دوستوں کے بارے میں جھوٹے قصے بیان نہ کیا کرو۔
22. دوست کو دشمن نہ بناؤ۔
23. دوستوں کے بارے میں شکوک نہ پالو۔
24. چلتے ہوئے بار بار پیچھے مڑ کر نہ دیکھو۔
25. ایڑھیاں مار کر نہ چلو۔
26. کسی کے بارے میں جھوٹ نہ بولو۔
27. ٹھہر کر صاف بولا کرو تاکہ دوسرے پوری طرح سمجھ جائیں۔
28. اکیلے سفر نہ کیا کرو۔
29. فیصلے سے قبل مشورہ ضرور کیا کرو۔
30. کبھی غرور نہ کرو۔
31. شیخی نہ بگھارو۔
32. گداگروں کا پیچھا نہ کیا کرو۔
33. مہمان کی کھلے دل سے خدمت کرو۔
34. غربت میں صبر کیا کرو۔
35. اچھے کاموں میں دوسروں کی مدد کیا کرو۔
36. اپنی خامیوں پر غور کیا کرو اور توبہ کیا کرو۔
37. برا کرنے والوں کے ساتھ ہمیشہ نیکی کرو۔
38. اللہ نے جو دیا ہے اس پر خوش رہو۔
39. زیادہ نہ سویا کرو۔
40. روزانہ کم از کم سو بار استغفار کیا کرو۔

عقیدہ ختمِ نبوت

بنت معراج

عربی زبان میں "ختم" کے لغوی معنی "مہر لگانے" بند کرنے "آخر تک پہنچانے" کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانے کے ہیں۔ "خاتم" کے الفاظ اسی لفظ "ختم" سے ماخوذ ہیں خاتم اسم noun ہے جس کے معنی "مہر" (seal) اور "خاتم" اسم فاعل (سبجیکٹ) ہے جس کے معنی ہیں ختم کرنے والے۔

"خاتم النبیین" کے لغوی معنی ہیں سلسلہ نبوت کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنے والے یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نبوت اور رسالت کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں۔ آپ پر نبوت ختم ہو گئی آپ نبوت کے اختتام پر مہر کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ختم نبوت کا مفہوم

ختم نبوت کا مفہوم یہ ہے کہ جناب آدم علیہ السلام سے نبوت اور رسالت کا جو سلسلہ شروع ہوا اور یکے بعد دیگرے کئی انبیاء آئے اور سب انبیاء علیہ السلام اپنی امتوں کو ایک آنے والے عظیم نبی کی بشارت دیتے رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آنے والے کی بشارت دینے کے بجائے آئندہ نبوت کا دعوی کرنے والے کو "کذاب" (سب سے بڑا جھوٹا) کہا، تو یہ سلسلہ حضرت محمد مصطفی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آکر ختم ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک جامع اور ہمیشہ رہنے والی کتاب نازل ہوئی۔ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کامل شریعت دی گئی"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ پر دین کی تکمیل ہوئی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شریعت نے پہلی تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا۔ لہٰذا اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی دوسرا نبی یا رسول قیامت تک نہیں آئے گا۔

ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کی بنیادی عقائد میں سے ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفی خاتم النبیین ہیں اللہ تعالی کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ ختم نبوت کے عقیدے کو صحابہ کرام سے لے کر آج تک امت کے تمام طبقہ نے جزو ایمان قرار دیا ہے کسی چیز کے حق ہونے کی اس سے بڑھ کر کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ قرآن بھی ناطق ہو اور حدیث میں بھی واضح طور پر ثبوت موجود ہو اور اجماعِ امت بھی ہو۔

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔" (سورۃ الاحزاب: آیت 40)

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: "آج میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور اسلام کو تمہارے لیے بطور دین پسند کیا۔" (سورۃ المائدہ آیت 3)

اس آیت مبارکہ میں دین مکمل، نعمت مکمل اور اسلام پر رضا الٰہی کا واضح اظہار اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی و رسول ہونے کا اعلان کیا جا چکا ہے اور

اب کسی اور نبی کی ضرورت نہیں رہی۔

حضرت محمد مصطفی خاتم النبیین قیامت تک کے تمام لوگ اور تمام زمانوں کے لیے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے: کہ اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمہیں کسی بات کا علم نہ ہو تو اہل ذکر (یعنی اولیاء اللہ اور اہل علم) سے دریافت کرلیا کرو۔"

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی سلسلہ نبوت جاری رہتا تو اللہ تعالیٰ، اہل اللہ اور اہل علم سے دریافت کرنے کا حکم نہ دیتا بلکہ فرماتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والے دوسرے انبیاء اور رسولوں سے دریافت کرلینا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ سلسلہ نبوت رسالت ختم ہو چکا ہے اب کسی کو نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنے کا حق نہیں۔

"عقیدہ ختم نبوت" اسلام کا نہایت اہم عقیدہ ہے اس عقیدے پر ایمان کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ ختم نبوت کے حوالے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے شمار ارشادات احادیث میں موجود ہیں جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"بے شک مجھے اللہ تعالیٰ نے (لوحِ محفوظ میں) خاتم النبیین اس وقت لکھا ہوا تھا جب کہ آدم علیہ السلام پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔"

"بے شک رسالت و نبوت کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے میرے بعد کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی ہے۔"

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مجھے دیگر انبیاء علیہ السلام پر چھ چیزوں میں فوقیت دی گئی ہے۔ مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے ہیں۔ میری رعب کے ساتھ مدد کی گئی ہے۔ میرے لیے غنائم حلال کیے گئے ہیں۔ میرے لیے پوری زمین کو مسجد اور پاک کرنے والی بنا دیا گیا ہے۔ مجھے تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اور مجھ پر نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنایا اور خوب حسین و جمیل بنایا مگر ایک اینٹ کی جگہ تعمیر سے چھوڑ دی لوگ اس کو دیکھنے کے لیے جوق در جوق آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس جگہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی تا کہ مکان کی تعمیر مکمل ہو جاتی تو وہ اینٹ میں ہی ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔" (صحیح مسلم جلد3)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں"۔

"قریب ہے کہ میری امت میں تیس کذاب پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہی دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے جب کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء علیہ السلام صرف اپنے اپنے ملک کی قوم کے لیے مبعوث کیے جاتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سارے انسانوں کے اور پوری دنیا کے لیے اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

وصالِ رسول ﷺ

شکیلہ منظور انصاری

گیارہ ہجری ماہ صفر کا آخری ہفتہ تھا جس دن آپ ﷺ پر مرض وفات کا حملہ ہوا آپؐ تیرہ دن بیمار رہے اور حسب عادت اپنی ازواج مطہرات کے درمیان برابری کا معاملہ فرما کر باری باری یک ایک بیوی کے گھر منتقل ہوتے رہے پیر کا دن تھا۔ آپ ﷺ کے مرض میں شدت ہوئی تو آپؐ نے فرمایا میرے قیام کی بار میری عائشہ کے گھر کب آئے گی ازواج مطہرات نے عرض کیا تینے دن بعد آپ نے ازواج مطہرات سے اجازت لی کے عائشہ کے گھر قیام کیا فرمائیں ازواج مطہرات نے رضا بخوشی فرمایا آپ جہاں چاہیں قیام فرمائیں آپؐ اماں عائشہ کے گھر منتقل ہو گئے بیماری کے دنوں میں بھی آپ ﷺ مسجد نبوی میں نماز پڑھاتے جمعرات کا دن تھا آپ کا مرض شدت اختیار کر گیا آپؐ نے پانی کے سات مشکیزے منگوائے بڑے اہتمام سے پانی کی سات مشکیں آپؐ پر ڈالی گئیں اس طرح غسل سے آپ ﷺ کو قدرے سکون ہوا نماز ظہر پڑھائی۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنی زندگی کا آخری خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپؐ نے حضرت ابو بکر کے فضائل انصار سے نرم برتاو کی تاکید فرمائی گزشتہ قوموں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا یا تم ایسی حرکت نا کرنا مسجد کی طرف کھلنے والے جتنے بھی دروازے ہیں بند کر دیئے جائیں صرف ابو بکر کا دروازہ کھلا رہنے دیں آپؐ نے اشارتاً اپنی وفات کے وقت قریب آنے کا بھی ذکر کیا جس کو ابو بکر سمجھ کر رونے لگے آپؐ نے ان کو تسلی دی فرمایا مجھے ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ آپ لوگ اپنے نبی کی جدائی اور موت سے حراساں اور خوفزدہ ہیں حالانکہ یہاں کسی کو ہمیشہ نہیں رہنا وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رسول ہیں ان سے پہلے رسول گزر چکے ہیں اس دن عصر اور مغرب کی نماز میں آپؐ تشریف فرمائے گئے مغرب کی نماز میں آپؐ نے سورۃ المرسلات تلاوت فرمائی یہ آخری تلاوت آخری نماز تھی جو آپؐ نے پڑھائی عشاء کا وقت آیا تو دریافت فرمایا کہ نماز ہو چکی۔ ہے ؟ صحابہ نے عرض کیا ہم سب آپ کے منتظر ہیں آپ ﷺ نے اٹھنا چاہا لیکن غشی طاری ہو گئی افاقہ کے بعد پھر دریافت فرمایا کہ نماز ہو چکی ؟ صحابہ نے پھر وہی جواب ارشاد فرمایا آپؐ نے اٹھنا چاہا پھر غشی طاری ہو گئی تیسری بار بھی غشی طاری ہوئی تو فرمایا ابو بکر سے کہیں نماز پڑہائیں چنانچہ عشاء کی نماز صدیق اکبر نے پڑھائی اس کے بعد نمازیں حضرت ابو بکر ہی پڑھاتے رہے۔

وصال کے دن۔ یعنی پیر کے روز بارہ ربیع الاول گیارہ ہجری صبح کے وقت آپؐ نے حجرے کا پردہ اٹھا کر دیکھا تو لوگ صف باندھے ہوئے ہیں صحابہ کرام کو دیکھ کر خوشی سے مسکرائے چہرہ انور چمکنے لگا صحابہ کرام خوشی میں بے قابو ہونے لگے حضرت ابو بکر امام تھے پیچھے ہٹ جانا چاہا آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ نماز پوری کرو اور حجرہ کا پردہ ڈال دیا گو یا صحابہ کرام کے لیے زیارت کا سب سے آخری موقع تھا اسی دن صبح کو آپ

ﷺ کی طبیعت پر سکون تھی صحابہ کرام نے حضرت علی سے دریافت کیا حضرت علی نے فرمایا آج طبیعت میں الحمد للہ افاقہ ہے صحابہ مطمئن ہو کر منتشر ہو گئے لیکن دن چڑھنے کے ساتھ ساتھ آپؐ پر غشی طاری ہو گئی اور وقفہ وقفہ سے غشی طاری ہوتی رہی۔

حضرت فاطمہ یہ کیفیت دیکھ کر بولیں ہائے میرے ابا کی بے چینی! آپ ﷺ نے فرمایا تمھارے ابا کے لیے آج کے بعد بے چینی نا ہو گی حضرت فاطمہؓ کو اپنے پاس بلوایا اور کان میں سر گوشی کی جس پے سیدہ رونے لگیں پھر دوسری سر گوشی کی تو مسکرانے لگیں (آپ کی وفات کے بعد اماں عائشہ نے دریافت فرمایا تو فرماتی ہیں پہلی سر گوشی میں میرے ابا جان نے اپنا اس دنیا سے رحلت فرمانا بتلایا جس پے میں رونے لگی دوسری بار فرمایا میرے گھر والوں میں سب سے پہلے مجھ سے تم ملو گی تم مومن عورتوں کی سردار ہو گی تو اس بات پے میں مسکرانے لگی) آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ زہر جو میں نے غزوہ خیبر کے موقع پر بکری کے گوشت کے ساتھ کھایا تھا اس کی وجہ سے میں اپنی رگ جان کو ٹوٹنے کو محسوس کر رہا ہوں جوں جوں وفات کا وقت قریب آ رہا تھا آپ کی تکلیف بڑھ رہی تھی پاس ہی پیالا رکھا ہوا تھا درد سے بیتاب ہو کر اس میں ہاتھ ڈالتے اور چہرہ انور پر پھیرتے اور فرماتے جاتے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ اِنّ للموت لسکرات بے شک موت کی سختیاں ہیں اتنے میں ہاتھ اٹھا کر چھت کی طرف دیکھ کر فرمایا اللھم فی الرفیق الاعلیٰ ہاتھ نیچے گرا روح مبارک عالم قدس کی طرف پرواز کر گئی۔

صحابہ کرام پر عجیب و غریب کیفیت طاری ہو گئی حضرت عمر نے تلوار سونت لی اور مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر کہنے لگے اگر کسی نے کہا کہ حضور ﷺ کا انتقال ہو گیا ہے تو اس کی گردن ماردی جائے گی حضرت عثمان پر سکتہ طاری ہو گیا حضرت علی روتے روتے بے ہوش ہو گئے کچھ صحابہ کرام کہہ رہے تھے آپؐ اللہ پاک سے ملاقات کرنے گئے ہیں واپس آئیں گے ازواج مطہرات کا رو رو کر برا حال ہو گیا سیدہ فاطمہ کے الفاظ کلیجہ چیر لیتے ہیں فرماتی ہیں مجھ پر رنج والم کے پہاڑ توڑ دیئے گئے اگر یہ دنوں پر توڑے جاتے تو سارے دن شدت والم کی بناء پر راتیں بن جاتیں اور دن کا نور ختم ہو جاتا اے میرے ابا جان آپ نے رب کی دعوت کو قبول کر لیا اے ابا جان جن کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے اے ابا جان ہم جبریل کو آپ کی موت کی خبر دیتے ہیں۔

ایسے میں حضرت ابو بکر ہی تھے جنھوں نے صبر و برداشت سے کام لیا آپؓ کے حجرۃ السعادۃ میں پہنچے آپ ﷺ کے جسد مبارک پر چادر پڑی تھی انھوں نے چہرہ انور سے چادر اٹھائی آپ کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیا اور فرمایا وہ موت جو اللہ نے آپ کے مقدر میں لکھی تھی اس کے مطابق آپ کی وفات انک میت اللہ پاک نے آیات کا صحابہ کرام پر ایسا اثر ڈالا کے تمام صحابہ کرام کو یقین آ گیا کہ حضور ﷺ کا انتقال ہو گیا ہے حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا آپؐ کو لباس اتارے بغیر غسل دیا جائے۔

حضرت علیؓ نے غسل دیا نماز جنازہ بغیر جماعت کے پڑھی گئی انبیاء کی وفات جہاں ہوتی ہے وہیں تدفین کی جاتی ہے

بقیہ صفحہ ۳۵ پر

آخری وصیت!

مہوش کرن

وہ اُٹھے اور پوچھا "کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی۔؟" جواب ملا "نہیں، سب آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔" وہ کھڑے ہوئے لیکن بخار کی شدت سے بیہوش ہو گئے۔

کچھ دیر بعد ہوش آیا تو پھر پوچھا "کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی۔؟" جواب ملا، "نہیں، سب آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔" وہ پھر سے کھڑے ہوئے مگر پھر سے بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو پھر اپنا سوال دہرایا، "کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟"

جواب دیا گیا "نہیں سب آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔" اور بخار کی تیزی سے وہ پھر بیہوش ہو چکے تھے۔ بخار بھی اتنا شدت والا کہ اس کی حدت اتنی جتنا کہ جلتا کوئلہ۔

اب کہ جب ہوش آیا تو دو ساتھیوں کو بلایا اور ان کے کندھوں پر خود کو گرا کر، گھسٹتے ہوئے نماز کے لیے گئے۔ اسی لیے جاتے جاتے آخری الفاظ تھے "نماز اور عورتیں"۔

یہ سوال تھا میرے پاک نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفی ﷺ کا اور جواب دینے والی میری پیاری اماں عائشہ تھیں۔ کندھے پر سہارا دینے والے دو صحابہ رضی اللہ تھے۔

واللہ ہم حق ادا نہیں کر سکے۔ کسی ایک چیز کا بھی، نمازیں ہم میں سے کسی کی بھی درست نہیں، سوائے اس کے کہ الا ماشاء اللہ اور عورتوں کو ہم نے کیا دیا اور اُن سے کیا لیا یہ بتانا شرمندگی کے سوا کچھ نہیں۔ اس معاشرے اور مردوں نے عورتوں کے ساتھ جو کیا سو کیا لیکن عورتوں نے خود اپنے ساتھ کیا کیا؟

کس افراتفری میں نماز کی ادائیگی ہوتی ہے، دنیا جہان کی ہر بات کی فکر دورانِ نماز لاحق ہوتی ہے۔ ہم آج تک اپنی نماز کو درست نہیں کر سکے حالانکہ اُس کا تعلق براہِ راست ہماری اپنی ذات سے ہے۔ دیگر اوقات میں اگر ارادہ کریں بھی مگر جائے نماز پر کھڑے ہوتے ہی سارے ارادے دھواں بن کر اُڑ جاتے ہیں اور ہم روتے ہیں مردوں کے رویے کو؟ یہاں تک کہ عورتیں کھڑی ہو جاتی شوہروں کی تربیت کرنے کے لیے حالانکہ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ باپ اور بھائی کو تو کسی حد تک سمجھایا جا سکتا ہے لیکن شوہر کے ساتھ تو بہت غیر محسوس طریقے سے بلا واسطہ سکھانے کا رویہ رکھنا پڑتا ہے۔ وہ بھی ضروری نہیں کہ نتیجہ خیز ثابت ہو۔ شوہر کے ساتھ اصل معاملہ دعا کا ہوتا ہے بس یہی ایک واحد ہتھیار ہے جس سے گھروں میں سکون رہتا ہے ورنہ عورتیں اپنے شوہروں کے خلاف کمر کس لیتی ہیں اور گھر میدانِ جنگ بن جاتے ہیں۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جو مشکل ایک دفعہ آجائے اس سے کوئی فرار ممکن نہیں، جب تک کہ اللہ سبحان و تعالیٰ نہ چاہیں، شوہر کے لیے دعا کریں لیکن وہیں پر بیٹے کی صحیح تربیت کریں۔ ایک گھر میں سنتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بنیادوں پر اگر اولاد کی تربیت ہو گی تو ان شاء اللہ رحمت و برکت پورے گھر پر نازل ہو گی، نہیں تو آپ کے کنبے پر نازل ہو گی، اور کچھ نہیں تو کم از کم اللہ تعالیٰ آپ کی محنت اور سچی لگن تو ضرور دیکھیں گے۔ تو کبھی نا کبھی اور کسی نہ کسی صورت میں اجر ضرور ملے گا۔

آج ہم روتے ہیں کافروں کے بنائے ہوئے گستاخانہ

خاکوں کو، فتنۂ قادیانیت کو۔ دشمنوں نے ایسی سازش رچی کہ ہر کس وناقص کو ہمارے عظیم دین اور عظیم رسول کے بارے میں اپنی بولیاں بولنے کا موقع مل گیا۔ مانا اس حرکت کی سنگینی اپنی جگہ اور ناموس رسالت کی پاسداری اپنی جگہ۔ رسول خاتم النبین حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر میری جان مال، اولاد، ماں باپ سب قربان لیکن کیا بس یہی ایک غلط کام اور گستاخی جو کسی اور نے کی اُن کی ذات کی شان کے خلاف ہے ؟ اور وہ تمام گستاخیاں جو ہم بذاتِ خود صبح وشام کرتے ہیں اُس کا کیا جواز ہے ؟ ٹی۔ وی یا سوشل میڈیا پر وقت ضائع کرنا، جب اکھٹے ہوں تو بے مقصد باتیں کرنا، کھانوں میں غیبت اور چغلی کا تڑ کا لگانا، اٹھتے بیٹھتے ایک دوسرے پر طنز کرنا، ہنستے ملتے جلتے مگر دل میں بدگمانی پالنا، پردے، حجاب، داڑھی کو کھیل سمجھنا، حقوق اللہ و حقوق العباد سے غیر سنجیدگی برتنا، پانچ وقت کی نماز کی پابندی تو دل وجان سے کرنا لیکن کوئی نئی فلم، ڈرامہ یا سیزن بھی ضرور دیکھنا، بات بات پر بڑوں، بزرگوں اور والدین سے الجھنا، اپنی پریشانیوں کا غبار چھوٹوں پر نکالنا۔ اور بھی بہت کچھ ہے صفحے ختم ہو جائیں لیکن ہماری کوتاہیاں نہیں۔

واللہ ہم ابھی بھی رک سکتے ہیں، پلٹ سکتے ہیں کیونکہ توبہ کا دروازہ ابھی بند نہیں ہوا۔ آخری سانس تک یہ در کھلا ہے۔ جلدی کریں ابھی اس جسم میں جان ہے کہیں دیر نہ ہو جائے۔ کون روزِ قیامت اُس عظیم شفاعت سے محروم ہونا چاہے گا؟ ایسا گستاخ ہے کوئی؟ جو تمام عمر اِس درجے کی گستاخی کرتا ہے اور امید رکھے کہ روزِ محشر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مبارک ہاتھوں سے جامِ کوثر نوش کرے۔ ارے بڑے بڑے لوگ ہوں گے اُس دن جو بازی لے جائیں گے اور ہم دیکھتے رہ جائیں گے۔ یاد رکھیں عورت اگر دین سے فیضیاب ہو گی تو وہ اپنی نسلیں سنوار سکتی ہے۔ مانا بہت مشکل ہے، لیکن ناممکن تو نہیں ہے نا۔ گھریلو حالات بدلیں گے کوشش تو کریں، صدقِ دل سے دعا تو کریں اور کچھ نہیں تو یَوْمُ الدِین حجت تو تمام کر سکیں گے کہ ہم نے اپنی سی کوشش کی تھی۔ جیسے وہ فاختہ جس نے اپنی چونچ میں پانی بھر کر حضرت ابراہیم کے لیے جلائے گئے الاؤ کو بجھانے کی کوشش کی تھی اگر یہ سوچ کر بیٹھ جاتی کہ اتنے سے پانی سے کیا ہوگا اور آتشِ نمرود کو بجھانے کی کوشش نہ کرتی تو روزِ قیامت اسے کیا فائدہ ہوتا؟ بات تو نیت اور کوشش کے درجے کی ہے، مقدار کی نہیں۔

خدارا میری اس سوچ کو یہ نہ سمجھا جائے کہ ہمیں فرانس اور ایسے ممالک کی مصنوعات کا بائیکاٹ نہیں کرنا چاہیے۔ یا قادیانیوں کو کھلے عام پھرنے دینا چاہیے۔ ہر گز نہیں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف فتنوں اور ختم نبوت سے متعلق ہر شر کا سو فیصد قلعہ قمع کرنا چاہیے۔ لیکن صرف یہی نہیں بلکہ اور بھی بہت کچھ کرنا چاہیے۔ میں تو اپنی کمسن وناقص رائے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ انفرادی طور پر اور بحیثیت اُمت بھی ہمارا تو روز وشب رسولِ پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حرمت کی پاسداری کے لیے سرکردہِ عمل ہونا چاہیئے۔

میں ختمِ نبوّت کا مُحافِظ ہوں اُجاگر
پیچھے نہ ھٹوں گا بھلے کٹ جائے میرا سر

تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ہر صاحب ایمان کے دل کی آواز اور اس کی عقیدت کا اعزاز ہے ہر مسلمان اپنے اکبر مولا علیہ السلام کی عزت و توقیر پر فدا اور ایمان کی بنیاد سمجھتا ہے یہی تعلیمات قرآنی کی تاثیر ہے۔

سیدہ سوہا سعید شاہ

7 ستمبر 1974 یومِ دفاعِ ختمِ نبوۃ ﷺ

علامہ انور شاہ کشمیری رحمتہ اللہ کی فکر کڑھن

علامہ انور شاہ کشمیری رحمتہ اللہ کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ والد مرحوم نے فرمایا کہ فتنہ قادیانیت کی وجہ سے تین ماہ تک نہیں سویا اس غم اور فکر میں کہ کہیں قادیانیت کا فتنہ کانٹے دار جھاڑیوں کی طرح پھیلتا پھولتا گیا تو دین اسلام کا کیا بنے گا؟ تین ماہ کے بعد میرے قلب پر القا ہوا کہ خدا تعالی اس دین کی حفاظت فرمائیں گے۔

محدث کبیر مولانا یوسف بنوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں کسی بزرگ اور عالم کو اتنا دردمند نہیں دیکھا جتنا حضرت انور شاہ کشمیری رحمتہ اللہ کو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ انکے دل میں زخم ہو گیا ہے جس سے ہر وقت خون ٹپکتا رہتا ہے جب مرزا قادیانی کا نام لیتے تو فرمایا کرتے تھے لعین ابن لعین قادیان اور آواز میں ایک عجیب درد کی کیفیت محسوس ہوتی تھی فرماتے تھے کے لوگ کہیں گے کہ یہ گالیاں دیتا ہے فرمایا کرتے تھے کہ ہم اپنی نئی نسل کے سامنے اپنی اندرونی درد دل کیفیت کا اظہار کیسے کریں ہم اس طرح قلبی نفرت کا اظہار کرنے پر مجبور ہیں۔

ایک مرتبہ درس میں فرمایا کہ تیس سال کے عرصے میں دس دس سال کے وقفے سے میں نے تین مرتبہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مرتبہ توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ختم نبوت کی حفاظت کرو اور قادیانی فتنہ کو نیست و نابود کرنے کی ہر ممکن سعی کی جائے۔

بقیہ صفحہ ۳۲ کا

اسی بناء پے اماں عائشہ کے حجرے میں آپ کی تدفین کی گئی جب صحابہ کرام واپس آئے تو سیدہ فاطمہؓ نے انتہائی غم کی حالت میں حضرت انس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اے انس! کیا تمہیں گوارہ ہوا کہ تم رسول ﷺ پر مٹی ڈالو اس پُر درد آفرین جملہ سے حضرت فاطمہؓ کے غم اور جذبات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ صحابہ کرام مسجد نبوی میں قدم رکھتے تو ایسا لگتا جیسے ابھی آپ تشریف فرما ہونگیں لیکن آپ بھی اس دنیا سے چلے گئے تو ہم کیا ہمیشہ کے لیے یہاں آئے ہیں نہیں نا سمجھدار وہ ہے جو موت کی اٹل حقیقت کو سمجھ کر آخرت کی فکر کرے دنیا کو چھوڑ کر۔

یوم دفاع پاکستان میں ہر سال 6 ستمبر کو منایا جاتا ہے۔

یہ دن افواج پاکستان کی بہادری ورقربانیوں کو یاد دلاتا ہے جنہوں نے 6 ستمبر 1965 کو ہندوستان کی جارحیت کے خلاف ملک کا دفاع کیا۔

یہی دن ہماری تاریخ کے ان خاص دنوں میں سے ایک ہے جسے ملک پاکستان کی عوام تو عوام دشمن بھی بھول کر بھلا نہیں سکتا، یہ وہ دن ہے جب دشمن اپنے ناپاک ارادوں کے ساتھ ملک پاکستان کو تباہ کر کے یہاں کی عوام کو اپنا غلام بنانے کے خواب سجائے ہوئے تھا۔

دشمن کے ایک کمانڈر نے تو یہاں تک دعوی کیا تھا کہ شام کی چائے نہیں شراب لاہور کے جیم خانہ کلب میں پئیں گے مگر دشمن نہیں جانتا تھا جس قوم کو وہ غلام بنانے کا خواب بن رہا ہے وہاں کے بچے بچے کی رگوں میں وطن کی محبت خون کے ساتھ دوڑتی ہے۔

ہر پاکستانی وہ شیر ہے جو شکار کو دبوچنے کے لیے چند قدم پیچھے لیتا ہے اور پھر ایک ہی وار میں دشمن کو زیر کر دیتا ہے۔

ہم تو وہ قوم ہیں جن کے بارے میں اقبال نے کہا:

دشت و دشت صحراء بھی نا چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

پاکستانی افواج نے اس دن دشمن کو ناک وچنے چبوائے اور نئی تاریخ رقم کی، اس دن قومی دفاع کو مذہبی و اخلاقی فریضہ سمجھتے ہوئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے گئے۔ یہ دن نا بھلائے جانے والا دن ہے اس دن سوہنی دھرتی کی ایک انچ کی حفاظت کرنے والے عظیم جانثاروں کو سلام عقیدت پیش کرنے کا دل کرتا ہے اور سچ کہوں تو حق وانصاف بھی یہی ہے کہ اس دن دفاع وطن کے لیے عزیمت و وفا کی لازوال داستان رقم کرنے والوں سے اظہار محبت کرنا چاہیے۔

قوموں و ملکوں کی تاریخ میں کچھ لمحے بہت اہم ہوتے ہیں اس وقت اگر وہ قوم قربانی نہ دے تو وہ قوم صفحہ ہستی سے مٹ جاتی ہے یہ دن بھی ہمارے لیے ایسا ہی ایک دن تھا۔ اس دن

ہماری سلامتی ویک جہتی کو پامال کرنے کی کوشش کی گئی اس دن ہمارا مسکن ہم سے چھننے کی ناپاک کوشش کی گئی اس دن ہمارا وجود خطرے میں تھا تو اس وقت ہمارے جانبازوں نے اپنے سے کئی گنا بڑے دشمن کو شکست سے دوچار کیا اور نئی تاریخ رقم کی۔

6 ستمبر کی طرح ہی اس ماہ ایک اور تاریخی دن ہے جسے شاید بہت کم لوگ جانتے ہیں۔

قرآن وسنت واجماع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ورسول ہیں، آپ کی امت آخری، آپ پر نازل ہونے والی وحی آخری۔ ہمارا ایمان ہے کہ نبی آخر الزماں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں۔

ہمارے اسی ایمان اور یہ اجتماعیت کفار سے ہضم نہیں ہوئی اور ایک جھوٹے مکار شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے تخت وتاج پر نقب لگانے کے لیے چنا۔

یہ لمحہ مسلمانوں کے لیے بہت بڑی آزمائش تھا کیونکہ اس فتنہ قادیانیت کو انگریز کی مکمل سرپرستی اول روز سے حاصل رہی ہے اس وقت علماء حق نے مسلمانوں کا حوصلہ بڑھایا اور اسکے خلاف علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ، سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ جیسے جید علماء کرام نے خوب جدوجہد کی۔

علامہ اقبال مرحوم رحمہ اللہ کو جب ان کا مکروہ چہرہ نظر آیا تو حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے مگر جسے انگریز نے ہی کاشت کیا ہوا سے وہ کیوں اکھاڑ سکتا تھا۔

خیر! قیام پاکستان کے بعد ملکی حالت کمزور دیکھ کر قادیانیوں نے ایک بار پھر اپنی سرگرمیاں تیز کیں اور 1974 میں قادیانیوں کی شرارت کی وجہ سے ملک بھر میں تحریک ختم نبوت شروع کی گئی اس تحریک کا مطالبہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا انھیں ملک کے کلیدی عہدوں سے ہٹانا شامل تھا۔

تحریک کا اثر یہ ہوا کہ ہر ایک زبان پر ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ تھا اور دل محبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار تھا ۔ تحریک کے بانی یوسف بنوری رحمہ اللہ تھے اور اس وقت کے وزیر اعظم بھٹو صاحب نے 7 ستمبر 1974 کو اس کا فیصلہ سنانے کا اعلان کیا اور بالآخر ایک تاریخ ساز فیصلہ سنایا گیا قادیانیت کو کفر قرار دیا گیا یوں 7 ستمبر کا دن یوم دفاع ختم نبوت سے جانا ور منایا گیا اور اس سال 2024 میں اس تاریخ ساز فیصلہ کو 50 سال ہو جائیں گے الحمد للہ

اللہ رب العزت اسلام، اہل ایمان اور ملک پاکستان کی ہمیشہ حفاظت فرمائیں آمین

جہنمی اور وہ جہنم واصل ہوا

عائشہ فیض، کراچی

26 مئی 1908ء یہ وہ مبارک دن تھا جب اس دنیا سے ایک کذاب "مرزا غلام احمد قادیانی" اپنے ہمیشہ کے 'ٹھکانے' یعنی جہنم واصل ہوا۔ موت بھی ایسے آئی جیسے دنیا کا سب سے غلیظ جانور اپنی ہی گندگی میں لوٹتا ہے اس نے بھی آخری سانسیں اپنی ہی 'گندگی' میں 'گندی' جگہ لیں۔ عقل والوں کے لئے عبرت!

پیارے نبی ﷺ کی زندگی میں ہی نبوت کے بند دروازے کو نقب لگانے والا پہلا کذاب 'مسیلمہ کذاب' تھا، اس پودے کو پروان چڑھنے سے پہلے ہی اکھاڑ پھینک دیا گیا۔ لیکن پھر یہ سلسلہ چلتا رہا نبوت کے جھوٹے دعوے دار آتے رہے مسلمان 'محافظ ختم نبوت' بنے لڑتے رہے اور ان کو 'انجام تک پہنچاتے رہے!

1857ء کی جنگ آزادی میں مجاہدین سے انگریزوں نے منہ کی کھائی، ان کا بڑا نقصان ہوا تو انہوں نے نبوت کا جھوٹا دعویدار پیدا کیا جس نے جہاد کو حرام قرار دیا۔ آج بھی مرزائی انگریزوں کے اس خود کاشتہ پودے کو نبی (نعوذ باللہ) مانتے ہیں۔ اگر ہم اس کے بچپن کو کھنگالیں تو بچپن سے ہی کم عقل اور ناسمجھ تھا اسی کی لکھی کتابوں میں کئی واقعات درج ہیں جیسے راکھ سے روٹی کھانا، الٹے سیدھے جوتوں کی تمیز نہ ہونا، سرکنڈے سے چڑیا کو ذبح کر دینا وغیرہ جس سے اس بات کا اندازہ لگایا جاتا ہے کہ وہ ایک کند ذہن تھا۔ یہی نہیں گھٹیا کردار، فاسد خیالات ہونے کے ساتھ ساتھ فحش تحریریں لکھنا اس کا پسندیدہ مشغلہ رہا۔ دنیا کے کسی قلم کار نے کبھی ایسی بے ہودہ باتیں نہیں لکھیں جو مرزا کی کتابوں میں ملتی ہیں۔ اس کی ساری زندگی ذہنی و جسمانی بیماریوں میں گزری۔ ایسا شخص جو کہے کہ 'کثرت پیشاب اور فراق' کی بیماریاں میری نشانیاں ہیں۔ جو انسان ایسی باتیں کرے جس میں دنیا جہاں کی برائیاں ہوں۔ کیا وہ شخص محض ایک اچھا انسان کہنے کے لائق ہے؟ بلکہ کسی بھی معاملے میں اس کی کوئی تجویز بھی سننا پسند نہ کرے۔

منکرین ختم نبوت کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا گیا
منکرین ختم نبوت کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا
احمدی قادیانی اور لاہوری غیر مسلم سمجھے جائیں گے

مسیلمہ کذاب سے مسیلمہ پنجاب (مرزا قادیانی) تک جتنے بھی ملعون آئے مسلمانوں نے نہ صرف ان کی نبوت کے جھوٹے دعوے کا انکار کیا، بلکہ شدید مزاحمت واستقامت کے ساتھ ان کا راستہ روکا اور امت مسلمہ کو ان فتنوں کی ہمہ جہت گمراہی سے بھی خبردار کیا۔

پکوان

عائشہ نعیم

سیب کا سیزن ہے

سیب کا مربہ ضرور بنوائے

اجزاء:

سیب:1کلو(درمیانے سائز کے)-چینی:1کلو-پانی:2کپ-لیموں کا رس:2کھانے کے چمچ-دار چینی کی چھڑی:1عدد (اختیاری)-الائچی:4-5دانے(اختیاری)

ترکیب:

1.سیب کی تیاری:

سیب کو اچھی طرح دھو کر خشک کر لیں۔سیب کا چھلکا اتار لیں۔

سیب کو پانی میں ڈال دیں تاکہ وہ کالا نہ ہوں۔

2.چاشنی تیار کریں

ایک پتیلے میں پانی اور چینی ڈال کر چولہے پر رکھ دیں۔چینی کو پانی میں اچھی طرح حل کریں اور ہلکی آنچ پر پکائیں تاکہ چاشنی تیار ہو جائے۔چاشنی کو اس وقت تک پکائیں جب تک وہ گاڑھی نہ ہو جائے۔

3.سیب کو چاشنی میں پکائیں:

سیب کو پانی سے نکال کر چاشنی میں ڈال دیں۔چاشنی میں دار چینی کی چھڑی اور الائچی بھی ڈال دیں (اگر آپ استعمال کرنا چاہیں)۔سیب کو چاشنی میں ہلکی آنچ پر پکائیں جب تک وہ نرم ہو جائیں لیکن بالکل نہ ٹوٹیں۔یہ عمل تقریباً20-25منٹ لے سکتا ہے۔

4.لیموں کا رس شامل کریں:

جب سیب نرم ہو جائیں تو لیموں کا رس چاشنی میں ڈال دیں۔لیموں کا رس چاشنی کو شفاف بناتا ہے اور اس میں خوشبو بھی شامل کرتا ہے۔

5.مربہ کو محفوظ کریں:

جب چاشنی اچھی طرح گاڑھی ہو جائے اور سیب بھی مکمل طور پر پک جائیں، تو چولہا بند کر دیں۔مربہ کو ٹھنڈا ہونے دیں۔مربہ کو صاف اور خشک شیشے کے جار میں بھر دیں اور جار کو اچھی طرح بند کر دیں۔

سیب کا مزیدار مربہ تیار ہے۔

یہ سیب کا مربہ انتہائی ذائقہ دار ہوتا ہے اور اسے آپ کافی عرصے تک محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

ذرا مسکرائیں

بیٹا اسکول سے واپس آ کر ماں سے بولا:

"امی! امی! دیکھئے تو میرے سر پر کیا ہیں؟"

ماں نے غور سے دیکھ کر کہا: "بیٹے تمہارے سر پر تو صرف بال ہیں۔"

"کیا صرف بال؟" بیٹے نے حیرت سے پوچھا

ماں نے کہا: "ہاں بھئی صرف اور صرف بال ہیں، اس کے سوا کچھ نہیں۔"

بیٹے نے کہا: "امی! ماسٹر صاحب کتنے جھوٹے ہیں، کہہ رہے تھے ہمارے امتحان سر پر آ گئے ہیں۔"

نائی: چھوٹے صاحب، آپ کی عمر کیا ہے؟ راکیش: سات سال۔

نائی: بال کٹوائیں گے؟ راکیش: تو کیا میں داڑھی بنوانے آیا ہوں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ دو چور کسی مکان میں چوری کرنے کے لئے گئے۔ وہاں ایک چور سے کوئی چیز ٹکرا گئی تو اس نے کہا "میاؤں میاؤں" مالک مکان سمجھا کہ بلی ہو گی۔ اتفاق سے دوسرے کی بھی کسی چیز سے ٹکر ہوئی، وہ گھبرا گیا کہ کیا کرے جب کچھ بن نہ پڑا تو بولا "میں

استاد شاگرد سے پوچھا: "بتاؤ بیٹے۔ دیوان خانہ کسے کہتے ہیں؟" شاگرد نے جواب دیا۔ "دیوان خانہ اس کو کہتے ہیں جہاں بہت سے دیوانے رہتے ہوں۔"

استاد شاگرد سے پوچھا: "بتاؤ بیٹے۔ دیوان خانہ کسے کہتے ہیں؟" شاگرد نے جواب دیا۔ "دیوان خانہ اس کو کہتے ہیں جہاں بہت سے دیوانے رہتے ہوں۔"

طاہر (دادا جان کو مسکراتے دیکھ کر): دادا جان! آپ رسالہ پڑھتے ہوئے مسکرا کیوں رہے ہیں؟

دادا: بیٹا! جب میں تمہاری عمر کا تھا تو میں نے رسالے میں اس وقت ایک لطیفہ لکھ کر بھیجا تھا، وہ آج شائع ہوا ہے۔

ایک بوڑھی عورت راستے سے جا رہی تھی راستے میں وہ ایک سائیکل سے ٹکرا گئی۔ سائیکل سوار کے داڑھی بھی تھی۔ بوڑھی نے کہا کہ "اتنی بڑی داڑھی رکھ کر ٹکر دیتے ہو تمہیں شرم نہیں آتی" اس آدمی نے کہا "یہ داڑھی ہے، بریک تھوڑی ہی ہے"

بچہ: ماں! کیا پیلا رنگ بہت مہنگا ہوتا ہے؟

ماں: نہیں تو لیکن بات کیا ہے۔

بچہ: پڑوس والی چچی کہہ رہی تھیں کہ بیٹی کے ہاتھ پیلے کرنے میں ایک لاکھ روپئے لگ گئے۔

Smile